ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

12 دسمبر 2014ء —— صفر 1436ھ

مجلسِ احرارِ اسلام
عزم وہمت اور صبرو استقامت کے 85 سال

- غیر سودی بنکاری کے لیے مہم
- 37 ویں سالانہ تحفّظ ختمِ نبوت کانفرنس چناب نگر
- صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عم محترم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سیدنا الحکم القرشی الاُموی رضی اللہ عنہ
- سابق قادیانی مربی محمد نذیر کی کہانی......ان کی اپنی زبانی
- دارِ بنی ہاشم میں اکتالیسویں سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ
- حضرت میاں سراج احمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت
- ابو معاویہ محمد بشیر چغتائی رحمۃ اللہ علیہ ایک مخلص احرار کارکن

توحید و ختمِ نبوت کے علمبردارو ایک ہو جاؤ (سید ابو ذر بخاری)

انِ الحکم الا للہ
احرار
۱۹۲۹ء

37 ویں سالانہ

ختمِ نبوت کانفرنس

12 ربیع الاوّل 1436ھ جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ

زیرِ سرپرستی

ابنِ امیرِ شریعت

حضرت پیرجی

سید عطاء المہیمن بخاری

دامت برکاتہم

امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان

مہمان خصوصی

حضرت مولانا

صاحبزادہ

عزیز احمد

دامت برکاتہم

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

خانقاہ سراجیہ کندیاں

پروگرام (ان شاء اللہ تعالیٰ)

- بعد نماز فجر درسِ قرآن کریم
- صبح دس بجے تا ظہر جملہ مکاتب فکر کے سرکردہ رہنما، تحریک ختم نبوت کے قائدین، علماء، خطباء، زعماء احرار، وکلاء، صحافی، دانشور اور طالب علم رہنما عقیدۂ ختم نبوت، حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السّلام، عصمت انبیاء، قادیانی جماعت کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیاں، تاریخ احرار اور محاسبۂ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر خطاب کریں گے۔

جلوس دعوتِ اسلام حسب سابق بعد نماز ظہر قادیانیوں کو دعوتِ اسلام کا فریضہ دہرانے کے لیے فرزندانِ اسلام، مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوشانِ احرار کا عظیم الشان جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا، دورانِ جلوس مختلف مقامات پر زعماء احرار خطاب فرمائیں گے۔

حضرت امیر شریعت سے منسوب خطبہ انٹرنیٹ پر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک عربی خطبہ چل رہا ہے۔ یہ صریحاً جھوٹ ہے۔ نہ امیر شریعت کی آواز ہے اور نہ الفاظ۔ حضرت کی آواز میں ۱۹۵۶ء کی ایک تقریر کا اقتباس ہمارے ہاں دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ حضرت امیر شریعت کی آواز سے منسوب تمام تقاریر جعلی ہیں۔

منجانب: شعبہ تبلیغ تحفظِ ختم نبوت مجلس احرارِ اسلام پاکستان

چناب نگر: 0301-3138803 گجرات: 0301-6221750
ملتان: 061-4511961 چیچہ وطنی: 040-5482253
لاہور: 042-35912644 تلہ گنگ: 0300-5780390

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سیدالاحرار حضرت امیرِشریعت سید عطاء اللہ [illegible] بخاری

بانی: ابنِ امیرِشریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 25 شمارہ 12 | صفر 1436ھ ـــ دسمبر 2014ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	مجلس احرار اسلام کے پچاسی سال	مدیر	2
شذرات:	غیرسودی بنکاری کے لیے مہم	عبداللطیف خالد چیمہ	4
	37 ویں سالانہ تحفظِ ختمِ نبوت کانفرنس چناب نگر		
افکار:	مودی نے گجرات کے مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کو استعمال کرنے کا منصوبہ بنالیا	سیف اللہ خالد	8
دین ودانش:	سیدنا الحکم القرشی الاموی رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	10
ادبیات:	نعتِ خاتم النبیین ﷺ	محمد سلمان قریشی	21
//	نوحہ بر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ	عطاء اللہ خان عطاؔ	22
//	غزل	سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	23
//	امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	24
آپ بیتی:	''ورق ورق زندگی'' قسط:۴۲	پروفیسر خالد شبیر احمد	25
انٹرویو:	سابق قادیانی مربی محمد نذیر کی کہانی ان کی اپنی زبانی (آخری قسط)	منصور اصغر راجہ	32
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	45
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	52
اشاریہ:	ماہنامہ نقیب ختم نبوت (2014ء)	محمد یوسف شادؔ	56

فیضانِ نظر ـــــــ

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی ـــــــ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول ـــــــ

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر ـــــــ

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail,com

تزئین ـــــــ

محمد نعمان سنجرانی

nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر ـــــــ

محمد یوسف شادؔ 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ـــــــ -/200 روپے

بیرون ملک ـــــــ -/4000 روپے

فی شمارہ ـــــــ -/20 روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات مدیر

مجلس احرارِ اسلام کے پچاسی سال

۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو مجلس احرارِ اسلام کے نامِ خوش نام سے ایک قافلۂ حق و صداقت لاہور میں تشکیل پایا تھا۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مفکر احرار چودھری افضل حق، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، شیخ حسام الدین، خواجہ عبدالرحمٰن غازی اور مولانا مظہر علی اظہر رحمہم اللہ جیسے سربکف، جاں باز مجاہدوں نے اس انقلابی جماعت کی بنیاد رکھی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ دین کے متوالوں اور آزادی کے علم برداروں نے علی برادران کی برپا کردہ تحریک خلافت میں خوب دادِ شجاعت دی اور تحریکِ خلافت کی ناکامی کے بعد دل برداشتہ اور مایوس ہونے کی بجائے عزمِ کامل اور پوری جرأت و شجاعت کے ساتھ حریّتِ اسلامی اور آزادیٔ وطن کا علم بلند کیا۔

حضرت امیر شریعت نے تاسیسی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’میں چاہتا ہوں کہ مسلمان نوجوان ہندوستان کی آزادی کا ہراول دستہ ثابت ہوں اور آزادی کے حصول کا فخر ہمارے حصے میں آئے۔‘‘

ممبئی میں جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’غلامی بہت بڑا گناہ ہے، اگر اس گناہ سے نکلنا ہے تو اس سے بہتر کوئی موقع نہیں کہ ہم انگریزوں کے خلاف پُر امن لڑائی میں شامل ہو جائیں۔‘‘

موچی دروازہ لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

’’استبداد کی چکی کا دستہ گورے کے ہاتھ میں ہو یا کالے کے ہاتھ میں چکی وہی رہتی ہے اور میں اِس چکی کو توڑ دینا چاہتا ہوں۔‘‘

قافلۂ احرار، انگریزی استعمار سے آزادی حاصل کرنے کے لیے اپنی حیاتِ عزیز کا کل اثاثہ جمع کر کے میدانِ کارزار میں اترا، صفیں درست کیں، کفن بردوش، سرخ پوش مجاہد، سرخ پرچم ہاتھوں میں تھامے، بغاوت کی لے پر شہادت کی گیت چھیڑ کر جادہ پیما ہوئے۔

ہیں احرار پھر تیز گام اللہ اللہ
ہوئی تیغِ حق بے نیام اللہ اللہ

شاہ ولی اللہ، سید احمد شہید، محمد قاسم نانوتوی، شیخ الہند محمود حسن اور انور شاہ کشمیری کے فکر و درد کو لے کر ذرا آگے بڑھے تو انگریز اپنے تمام تر ظلم و استبداد اور قہر سامانی کے ساتھ مقابلے پر سامنے موجود تھا۔ انگریز، اُس کے ٹوڈی سرکاری مسلمان، جاگیردار اور قادیانی گروہ کے خلاف انھوں نے چومکھی جنگ لڑی۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور اس دینی، قومی اور وطنی جدوجہد میں مصائب و مشکلات کی گھاٹیوں کو پوری جرأت و شجاعت، عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے ساتھ عبور کیا۔ آزادی کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ اپنی دینی شناخت کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ اس کی پوری پوری حفاظت کی۔ ڈیڑھ درجن سے زائد قومی و ملّی تحریکوں کو پروان چڑھایا۔

یہ حقیقت ہے کہ ابناءِ امیر شریعت نے بقاءِ احرار کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ خصوصاً جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اعتقادی و فکری بنیادوں پر احرار کو مضبوط و منظّم کیا۔ لٹے ہوئے قافلے کو پھر سے تشکیل دے کر اس امانت کی حفاظت کا حق ادا کیا۔ ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد جماعت کی امارت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کے سپرد ہوئی۔ الحمدللہ قافلۂ احرار اُن کی قیادت میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ اُن کی قیادت میں جماعت کے کام میں اضافہ ہوا، مزید ادارے قائم ہوئے، افرادی قوت بڑھی اور نشر و اشاعت کے کام میں خاصی پیش رفت ہوئی۔ ان شاء اللہ احرار کارکنوں کی وفا اور دعا سے ترقی کا یہ سفر کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے حالات کی نامساعدت اور بعض کرم فرماؤں کی شدید مخالفت کے باوجود احرار کا چراغِ مصطفوی جل رہا ہے۔

تحریک مقدس تحفظ ختمِ نبوّت، مجلس احرارِ اسلام کی پہچان تھی اور ہے۔ ۱۹۳۰ء میں قادیانیت کے عوامی محاسبے کا آغاز کیا اور شعبۂ تبلیغ تحفظ ختمِ نبوّت قائم کر کے ایک منظّم جدوجہد کی۔ تحریک تحفظِ ختمِ نبوّت ۱۹۳۴ء (قادیان) اور ۱۹۵۳ء میں بے پناہ قربانیاں دیں، شہداءِ ختمِ نبوّت کا خون رنگ لایا اور ۱۹۷۴ء میں فتح و کامرانی کا سورج طلوع ہوا۔ عوامی جدوجہد پارلیمنٹ میں پہنچی اور قادیانیوں کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ ۱۹۸۴ء میں مزید پیش رفت ہوئی، قانون امتناعِ قادیانیت بنا۔ عالمی استعمار آج انھی قوانین کو ختم کرانے کی سازشیں کر رہا ہے۔ ان سازشوں کو روکنا، ان کا سدِّ باب کرنا اور آئین کی پاسداری و حفاظت کرنا ہر پاکستانی کا قومی و دینی فریضہ ہے۔ قائد احرار، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری آج بھی اُسی پیغام کو لے کر رفقاء احرار کی معیت میں اپنا تحریکی سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ پاکستان کی حقیقی آزادی و خود مختاری کے لیے نوجوان ہراول دستہ بنیں، عالمی استعمار کی غلامی کے خلاف پر امن جدوجہد تیز تر کر دیں اور استبداد کی چکی توڑ ڈالیں۔

☆......☆......☆

عبداللطیف خالد چیمہ

غیر سودی بنکاری کے لیے مہم

قرآن کریم نے ''سود'' کو اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ قرار دیا ہے۔ قیامِ ملک کے بعد بانیِ پاکستان محمد علی جناح نے 15؍ جولائی 1948ء کو کراچی میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے افتتاح کے موقع پر اپنے خطاب میں کہا تھا کہ:

''میں نہایت اشتیاق کے ساتھ آپ کی ریسرچ فاؤنڈیشن کے تحت موجودہ بینکنگ نظام کو اسلامی معاشی اور معاشرتی افکار کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی سعی و کوشش کو دیکھنا چاہوں گا۔ مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے کچھ ناقابلِ حل مسائل پیدا کیے ہیں اور بظاہر یہی محسوس ہوتا ہے کہ کوئی معجزہ ہی اسے تباہی سے بچا سکتا ہے۔ یہ نظام انسانوں کے مابین معاشی عدل قائم کرنے اور عالمی سطح پر ہونے والی کشمکش کے تدارک میں ناکام ہو چکا ہے۔ اس کے برخلاف یہی نظام ماضی میں ہونے والی دو عالمی جنگوں کا سبب بنا ہے۔ دنیائے مغرب اپنی صنعتی ترقی اور مشینی ایجادات و اختیارات کے باوجود بدترین انتشار میں مبتلا ہے جو تاریخ میں اپنی نوعیت کا ایک منفرد معاملہ ہے۔ مغربی معاشی نظریے اور عمل کو اختیار کرنا ہمیں اس آسودہ معاشرے تک پہنچانے کا باعث نہیں ہو سکتا جو ہماری منزل ہے۔ ہمیں اپنی تقدیر خود اپنے ظروف احوال کے مطابق لکھنی ہوگی اور اسلام کے معاشرتی عدل اور انصاف پر مبنی ایک معاشی نظام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا جس کے ذریعہ ہم بحیثیت مسلمان اپنا فرض ادا کرسکیں اور انسانیت کے سامنے پیغامِ امن پیش کرسکیں جو اس کی فلاح و بہبود، انبساط اور ترقی کا ضامن ہوگا''۔

وطنِ عزیز میں اس کے بعد تمام دساتیر میں اس کی ضمانت مہیا کی گئی کہ سودی نظامِ معیشت سے جلد چھٹکارا حاصل کرلیا جائے گا، 1973ء کے دستور کے آرٹیکل 380 کی ذیلی دفعہ ''ایف'' میں کہا گیا ہے کہ ''حکومت جس قدر جلد ممکن ہوسکے ربا (سود) کو ختم کرے گی''۔

لیکن تاحال اِس نحوست سے جان نہیں چھڑائی جاسکی اور موجودہ حکمرانوں سمیت اہلِ اقتدار نے اس استحصالی نظامِ معیشت کو ختم کرنے کی ہر ممکنہ کوشش و تحریک کو دبانے کا فیصلہ جاری رکھا ہوا ہے۔

دنیا بھر میں سرمایہ دارانہ نظام اپنے منطقی انجام تک پہنچ رہا ہے اور اس نظام کی چکی میں پسے ہوئے افراد و طبقات سودی نظامِ معیشت کے خلاف آواز بلند کرنے میں کامیاب ہوتے نظر آرہے ہیں، گزشتہ کچھ عرصے سے اِس حوالے سے ''تحریک انسدادِ سود'' کی سرگرمیاں شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی کی قیادت میں نہایت پرامن طور پر دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہی ہیں اور دوسری طرف قومی پریس میں بھی اِس کا تذکرہ ہونا شروع ہوگیا ہے۔ جناب اوریا مقبول جان اور جناب انصار عباسی نے اِس حوالے سے رائے عامہ کو باخبر رکھنے بلکہ تیار کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے، ہم مزید تفصیل کی بجائے جناب انصار عباسی کی یہ رپورٹ من وعن شائع کررہے ہیں تاکہ دینی حلقوں کو اس حوالے سے اپنا کردار

ادا کرنے کے لیے مزید تیاری میں آسانی محسوس ہو۔

اسلام آباد (انصار عباسی) اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور ڈی ایف آئی ڈی کے تعاون سے ہونے والی ایک منفرد تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان میں اسلامک بینکاری کی اشد ضرورت محسوس کی جارہی ہے اور 95 فیصد عوام کا ماننا ہے کہ سود پر پابندی ہونی چاہئے اور ساتھ ہی بینکوں میں سود کے موجودہ سسٹم کو بھی ختم ہونا چاہیے۔ تحقیق میں اعتراف کیا گیا ہے کہ ملک میں اسلامی بینکاری کے موجودہ حجم سے ملک کی گھریلو اور کاروباری ضروریات پوری نہیں ہوسکتیں۔ رپورٹ میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان سے کہا گیا ہے کہ وہ ایسی حکمت عملی مرتب کرے جس سے اسلامی بینکاری کی صنعت میں وسعت آئے تا کہ اسلامی بینکاری سے متعلق مصنوعات میں اضافہ ہوسکے۔ رپورٹ میں یہ تجویز بھی پیش کی گئی ہے کہ ایسے روایتی بینک جن میں اسلامی بینکاری کے بڑے آپریشنز چلائے جارہے ہیں انہیں ایسی مراعات دینا چاہیے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کو مکمل طور پر اسلامی بینکاری میں ڈھال سکیں یا پھر کم از کم آزاد اسلامی بینکاری کے ادارے چلانے پر غور کر سکیں۔ 65 صفحات پر مشتمل اس تحقیق کا عنوان کے اے پی اسٹڈی ''پاکستان میں اسلامی بینکاری کا طرز عمل، علم اور رویہ'' رکھا گیا ہے۔ اس میں ملک بھر سے سروے کے نتائج شامل کیے گئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ 98 فیصد لوگوں کا کہنا ہے کہ سود ختم ہونا چاہیے جبکہ 93 فیصد لوگوں کا کہنا ہے کہ بینکوں کی جانب سے لیا جانے والا سود اور بینکوں کی جانب سے دیا جانے والا سود ختم ہونا چاہیے۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ 94.5 فیصد لوگوں کی رائے ہے کہ سود پر پابندی ہونا چاہیے اور 88.41 فیصد لوگ سمجھتے ہیں کہ بینکوں میں سود کے موجودہ طرز عمل پر پابندی ہونا چاہیے۔ رپورٹ میں اس بات کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے کہ اسلامی بینکاری کا مطالبہ دراصل اسلامی تعلیمات کا مظہر ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ملک میں گھریلو (ریٹیل) بنیادوں پر اسلامی بینکاری کا مطالبہ زیادہ یعنی 95 فیصد ہے جبکہ کاروباری سطح پر اس کا مطالبہ 73 فیصد ہے۔ تحقیق میں تجویز دی گئی ہے کہ شرعی علماء کے کردار کو مزید وسیع کرنا چاہیے اور اسلامی بینکاری اور مالیات کے نظام کو فروغ دینا چاہیے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اسلامی بینکاری میں کئی شرعی عالم شامل ہیں۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ اسکالرز کو اسلامی بینکاری میں تربیت حاصل ہے تا کہ وہ کسی بھی معاملے میں اپنا ٹھوس پہلو پیش کرسکیں۔ رپورٹ میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ ملک میں اسلامی بینکاری کے متعلق عوامی سطح پر کم معلومات پائی جاتی ہیں کیونکہ سروے میں حصہ لینے والوں کی اکثریت کو اسلامی بینکاری ماڈل ٹھیکوں (کنٹریکٹ) کی نوعیت اور شرعی نظام پر عمل کے میکنزم کا علم نہیں۔ رپورٹ کے مطابق اسلامی کنٹریکٹ اور اصطلاحات کے متعلق معلومات کا تقریباً علم ہی نہیں تھا، رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ عوام کو اسلامی اصطلاحات کے متعلق بنیادی معلومات دینے اور یہ بتانے کا معاملہ اب تک ایک چیلنج ہے کہ اسلامی بینکاری کی مصنوعات کس طرح کام کرتی ہیں ایک زبردست آگاہی مہم کے بغیر اسلامی بینکاری کو فروغ دینے کا کام مشکل ہوگا۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں اسلامی بینکاری کی بڑھتی ہوئی طلب کو دیکھتے ہوئے حکومت پاکستان اور اس کے ادارے بالخصوص اسٹیٹ بینک ایسی پیش رفت کو نظر انداز نہیں کرسکتا۔ رپورٹ میں مرکزی بینک سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ ایسی پالیسی تشکیل دے جس سے اسلامی بینکاری کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کیا جاسکے۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ

اسلامی بینکاری کو ملک بھر میں پھیلانے کے لیے اس کی شاخیں دیہی اور شہری علاقوں تک پھیلانے کی ضرورت ہے جبکہ اسلامی بینکوں کے موجودہ حجم کو بھی بڑھانا ہوگا۔ (روزنامہ ’’جنگ‘‘ لاہور 20 نومبر 2014ء)

جماعت اسلامی پاکستان کے امیر جناب سراج الحق نے 21۔نومبر کو مینار پاکستان گراؤنڈ لاہور میں جماعت اسلامی کے اجتماعِ عام میں اپنی افتتاحی تقریر میں سودی نظام کے خلاف جنگ اور جدوجہد کے حوالے سے بڑے واضح الفاظ میں بات کی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ وقت آ گیا ہے کہ سود کے خاتمے کے لیے باشعور حلقے بات کو شعوری طور پر آگے بڑھا رہے ہیں یہ سب کچھ اسلام کا تقاضا ہے اور بطور مسلمان ہم سب کا فرض بھی! مجلس احرارِ اسلام سودی نظام معیشت کے خاتمے کے لیے ہر کوشش کی تائید کرتی ہے اور اس جدوجہد کو ترجیحی بنیاد پر آگے بڑھانے کے عزم کا اظہار بھی کہ یہ ہمارا نصب العین ہے۔اللہ کرے سودی نظام معیشت کا مکمل خاتمہ ہو اور اسلامی نظام معیشت کا نظارہ ہم اپنی زندگی میں دیکھ سکیں۔آمین، یارب العالمین!

37ویں سالانہ تحفظِ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے زیر اہتمام اِن شاء اللہ تعالیٰ 12 ربیع الاوّل 1436ھ جامع مسجد احرار چناب نگر میں 37ویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی کی زیرسرپرستی منعقد ہو رہی ہے اس کانفرنس کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کے لئے درج ذیل امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیاریاں تیز کر دیں۔☆ کانفرنس کے اشتہارات آپ تک پہنچ چکے ہوں گے اگر ابھی تک اشتہارات نہ ملے ہوں یا آپ کی ضرورت سے کم ہوں تو ملتان مرکز سے رابطہ فرما کر اشتہارات منگوا سکتے ہیں☆ کانفرنس میں شرکت کے لئے اپنے جماعتی وغیر جماعتی ماحول میں محنت کریں اور انفرادی واجتماعی شرکت کو یقینی بنائیں نیز کانفرنس اور قافلے کی روانگی کے حوالے سے اخبارات کے مقامی نمائندگان کے ذریعے خبریں بھجوانے کا اہتمام ضرور کریں☆ ہر مقامی جماعت کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ نظم وضبط کا ماحول پیدا کریں۔کانفرنس میں شرکت کرنے والے ساتھیوں کی تربیت کریں اور ایک نیک مقصد کے لئے سفر کے آداب کو ہر حال میں ملحوظ رکھیں☆ دورانِ سفر کلمہ طیبہ اور درود پاک کا ورد جاری رکھیں☆ چناب نگر میں بلاضرورت نہ گھومیں پھریں اور نہ ہی قادیانیوں کے ساتھ بحث کریں☆ ہر شاخ یا شرکت کرنے والے ساتھی اپنی تعداد کی مناسبت سے پانچ سے دس جماعتی پرچم ساتھ لائیں اور ممکن حد تک تمام ساتھی سرخ قمیض میں ملبوس ہوں☆ کانفرنس کی مناسبت سے جن شاخوں کے پاس بینرز موجود ہوں وہ ہمراہ لائیں ممکن ہو تو نئے بینرز بنوانے کا اہتمام کریں☆ تمام ساتھی/ قافلے سفر کے دورانئے کا اندازہ کر کے ایسے وقت سفر شروع فرمائیں کہ آپ زیادہ سے زیادہ 12 ربیع الاوّل کو نماز فجر تک مرکز چناب نگر پہنچ جائیں اس سے زیادہ تاخیر مناسب نہیں☆ جن شاخوں کو انتظامات کے لیے کارکن مہیا کرنے کا کہا گیا ہے ان سے درخواست ہے کہ متعینہ کارکنوں کی تربیت کریں اور یہ ساتھی 11 ربیع الاوّل کو نماز ظہر تک لازماً چناب نگر پہنچ کر رپورٹ کریں☆ اپنے اردگرد مشکوک افراد پر نظر رکھیں☆ موسم کے مطابق چادر وغیرہ ہمراہ رکھیں اور کھانے پینے کی چھوٹی موٹی اشیاء مثلاً پانی کی بوتل چنے، بسکٹ وغیرہ اگر ساتھ رکھیں تو سہولت رہے گی☆ اپنے قافلے کا امیر مشاورت سے

مقرر کریں اور اطاعتِ امیر کو شعار بنائیں ☆ 12 ربیع الاوّل کو جلوس کے موقع پر دی جانے والی ہدایات پر مکمل عمل پیرا ہوں دورانِ جلوس نظم وضبط قائم رکھیں ہُلڑ بازی اور منفی نعرے بازی سے مکمل پرہیز کریں ☆ معمر اور معذور افراد کو جلوس میں شرکت کرنے کے لیے سواری میں بیٹھائیں ☆ 21 نومبر 2014ء کو چناب نگر میں چناب نگر کانفرنس سے متعلق جو اجلاس ہُوا اُس میں اس کانفرنس کے انتظامات کے لیے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کو ناظم اجتماع مقرر کیا گیا ہے، جبکہ مولانا مغیرہ، میاں محمد اویس، مولانا تنویر الحسن اور دیگر حضرات کو نائبین مقرر کیا گیا ہے ☆ چناب نگر مرکز میں اجتماع کے موقع پر جگہ کم پڑ جاتی ہے جس کی وجہ سے ہم آنے والے مہمانوں اور مقررین کا خاطر خواہ اکرام نہیں کر پاتے اس بات کو محسوس نہ کریں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مزید وسیع جگہ عطاء فرمائیں (آمین) تاکہ سارے نظام میں آسانی رہے جماعتی وغیر جماعتی احباب کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی توجہ غیر ضروری ملاقاتوں کی بجائے اجتماع پر مرکوز رکھیں اور کام میں بے حد مشغول ذمہ داران کو الجھن میں نہ ڈالا کریں اِس سے نظم بھی خراب ہوتا ہے اور کام کا حرج بھی ☆ اجتماع گاہ میں نظم وضبط کا خیال رکھیں ☆ چناب نگر انتظامیہ ہمارے ساتھ تعاون کرتی ہے ان کے ساتھ بدتمیزی سے اجتناب کریں ☆ دورانِ وقفہ بیانات، سٹالز سے اپنی ضرورت کی اشیاء خریدیں ☆ کانفرنس کے موقع پر کانفرنس کے اخراجات / چناب نگر / مرکز / نقیب ختم نبوت یا کسی بھی دوسری مد کے لئے فنڈز کے لئے جگہ اور افراد متعین ہوں گے اس کام کے لئے متعلقہ جگہ پر ہی رقوم جمع کروائیں ☆ کھانے کے لئے ترتیب کے ساتھ جن شہروں کے قافلوں کا اعلان کیا جائے براہ کرم صبر وتحمل کے ساتھ اُسی ترتیب کے ساتھ کھانے کے پنڈال میں تشریف لے جائیں۔ کھانے کے لئے 10 روپے فی کس کا ٹوکن جاری کیا جائے گا قافلے کے امیر اپنی تعداد کے حساب سے ٹوکن حاصل کریں ☆ ہر ماتحت شاخ کے لئے ضروری ہے کہ وہ کم از کم پانچ ہزار روپے (5000/=) چناب نگر کانفرنس کے اخراجات کی مد میں لازماً بھجوائے یا موقع پر جمع کرائے ☆ پارکنگ کے لیے جو جگہ مختص ہے اُسی کو استعمال میں لائیں اور متعلقہ انتظامیہ کی ہدایات پر سختی سے عمل فرمائیں

امید ہے کہ آپ ہماری گزارشات کو ہر حال میں مقدم وملحوظ رکھیں گے، شکریہ، والسلام

بیاد سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
مجاہدین ختم نبوت کے لیے عظیم خوشخبری
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

احرار نیوز

مرتب ڈاکٹر محمد عمر فاروق احرار

تحفّظ ختم نبوت کے محاذ پر سرگرمِ عمل تمام جماعتوں کی سرگرمیوں اور ملک وبیرون ملک قادیانیوں کی تازہ ترین سازشوں سے امت مسلمہ کو باخبر رکھنے کے لیے سلسلہ وار ماہانہ ”احرار نیوز“ لاہور کی اشاعت کا باقاعدہ آغاز جنوری 2015ء سے کیا جا رہا ہے۔

فی شمارہ -/10 روپے زرِ سالانہ -/100 روپے
ای میل: ahrarnewslhr@gmail.com
مراسلات، اشتہارات اور خبریں 15 دسمبر تک ارسال فرمادیں

رابطہ سب آفس: دفتر مجلس احرار اسلام مسجد سیدنا ابوبکر صدیق، تلہ گنگ، ضلع چکوال 0300-5780390

سیف اللہ خالد

مودی نے گجرات کے مسلمانوں کے خلاف
قادیانیوں کو استعمال کرنے کا منصوبہ بنالیا

بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے بالخصوص گجرات کے مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کو استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ گجرات میں موجودہ ذرائع کے بقول بھارتی مسلمانوں اور بالخصوص گجرات کے مسلمانوں میں نریندر مودی کے لیے اب بھی شدید نفرت کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ اور وہ گجرات فسادات کے دوران مودی کے حکم پر مسلمانوں کے قتل عام کو اب تک نہیں بھولے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عام انتخابات میں تمام تر انتخابی مہم کے باوجود مودی گجرات کے مسلمانوں کا ووٹ حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ بھارتی مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کو استعمال کرنے کے منصوبے میں بی جے پی کے علاوہ انتہا پسند ہندوؤں کی جماعت شیوسینا بھی شامل ہے۔ بالخصوص جامع مسجد نئی دہلی کے شاہی امام سید احمد بخاری کی جانب سے اپنے بیٹے کی دستار بندی کی تقریب میں نریندر مودی کو نظر انداز کر کے نواز شریف کو مدعو کرنے کے بعد سے بی جے پی اور شیوسینا نے شاہی امام اور بھارتی مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ ذرائع کے بقول ان دونوں انتہا پسند ہندو تنظیموں اور قادیانیوں کے درمیان تعلقات اگرچہ خاصے پرانے اور گہرے ہیں، تاہم موجودہ صورت حال میں خود بھارت میں احمدیہ جماعت کے ذمہ داروں نے نریندر مودی کو اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ جس کے تحت قادیانیوں کو ''اصل'' مسلمان کے طور پر پیش کر کے وہی کام لینے کی کوشش کی جائے گی، جو انگریزوں نے احمدیہ جماعت کے سربراہ مرزا غلام احمد قادیانی سے لیا تھا۔ ذرائع کے مطابق بھارتی مسلمانوں کو کاؤنٹر کرنے کے لیے بنائے گئے منصوبے میں تشدد کی حکمت عملی بھی شامل ہے۔ لہٰذا مستقبل قریب میں بھارتی مسلمانوں اور قادیانی گروپ کے درمیان تصادم کی خبریں آنا بھی خارج از امکان نہیں۔

''اُمّت'' کو دستیاب اطلاعات کے مطابق قادیانی جماعت اور بھارتیہ جنتا پارٹی میں الیکشن سے پہلے اتحاد قائم ہوا، اس مقصد کی خاطر قادیانی جماعت گجرات کے انچارج فضل الرحمٰن بھٹی نے نریندر مودی سے معاملات طے کیے اور نریندر مودی سے کئی ملاقاتیں بھی کیں۔ جب کہ اس سلسلے میں حالیہ دنوں میں بھی ایک خفیہ ملاقات کی گئی ہے۔ نریندر مودی نے قادیانی جماعت کی ستائش میں فضل الرحمٰن بھٹی کو ایک خط بھی لکھا ہے۔ جسے قادیانی جماعت کی آفیشل ویب سائٹ ''احمدیہ ٹائمز'' پر نمایاں کر کے لگایا گیا ہے۔ اس خط میں مودی نے لکھا ہے کہ ''قادیانی جماعت مذہبی رواداری اور عالمی بھائی چارے کی تشکیل میں مدد مل سکتی ہے۔ ہم اس جماعت کی انسانیت کے لیے خدمات سے آگاہ ہیں اور اس کی مدد کریں گے۔''

''اُمّت'' کو ذرائع نے بتایا کہ فضل الرحمٰن بھٹی کو چناب نگر میں احمدیہ جماعت کے مرکز اور لندن میں مقیم

قادیانیوں کے ''خلیفہ'' مرزا مسرور کی جانب سے ہدایات جاری کی جا رہی ہیں۔ چناب نگر میں قادیانی مرکز سے دستیاب اطلاعات میں کہا گیا ہے کہ فضل بھٹی کی تمام ملاقاتوں کا ریکارڈ اور احوال چناب نگر اور لندن کو ساتھ ساتھ فراہم کیا جاتا رہا۔ نریندر مودی کے وزیر اعظم بننے پر لندن کے قادیانی مرکز اور چناب نگر میں بھی جشن منایا گیا تھا۔ قادیانی جماعت کی اعلیٰ قیادت نے ایک دوسرے کو مبارک بادیں دیں، کیک اور مٹھائیاں بھجوائیں۔ معلوم ہوا ہے کہ بھارتی وزیر اعظم کی جانب سے مسٹر فضل بھٹی کو لکھے گئے خط کی مکمل کاپی بھی فوری طور پر چناب نگر پہنچا دی گئی ہے۔ اطلاعات کے مطابق مودی کو مبارک باد دینے کی آڑ میں منصوبے پر مزید بات چیت کے لیے پاکستان اور برطانیہ سے قادیانی جماعت کا وفد دسمبر میں بھارت جا رہا ہے۔ قادیانی جماعت اور بی جے پی کے تازہ خصوصی تعاون کی حدود کیا ہوں گی اور اس سے صرف بھارتی مسلمان یا پاکستان بھی متاثر ہوگا؟ اس حوالے سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ سرکاری سطح پر بھارتی امداد پر نگاہ رکھنے والے ذرائع کا دعویٰ ہے کہ خطرہ صرف بھارت میں نہیں بلکہ سازش کا دائرہ کار کشمیر اور پاکستان تک پھیلایا جا سکتا ہے۔

''اُمّت'' سے بات کرتے ہوئے مجلس احرار کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی جماعت، اس کے بانی اور ان کے آباؤ اجداد کی جانب سے مسلمانوں کے خلاف ہر مسلم مخالف قوت سے تعاون کی تاریخ موجود ہے۔ قادیانی جماعت کے بانی نے بھی مسلمانوں کے خلاف لڑنے والی سکھ فوج کو گھوڑوں کی صورت میں مدد فراہم کی تھی۔ اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی خدمت کی اور اب یہ قادیانی جماعت بھارت، امریکہ اور اسرائیل سے تعاون کرتے ہوئے پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف کام کر رہی ہے۔ ایسے میں خطرہ ہے کہ پاکستان میں بھی قادیانی جماعت بھارتی مفادات کو پورا کرتے ہوئے دہشت گردی میں مدد کر سکتی ہے۔ اس حوالے سے پاکستانی حکام اور عام مسلمانوں کو باخبر اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ دوسری جانب جمعیت علمائے اسلام (س) کے مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی نے ''اُمّت'' سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی جماعت اور ہندو انتہا پسندوں کے درمیان یہ تعلق نیا نہیں، قیامِ پاکستان کے وقت قادیانی وکیل ظفر اللہ نے باؤنڈری کمیشن میں قادیانی جماعت کی طرف سے قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ قادیانی بھارت کا حصہ رہنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قادیان کا علاقہ بھارت میں شامل ہوا اور بھارت کو کشمیر پر قبضہ کا موقع مل گیا۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے مزید کہا کہ انتہا پسند جماعت قادیانیوں کا گٹھ جوڑ پرانا ہے اور اب اس کے ثبوت سامنے آ رہے ہیں، تاہم پاکستان کے علما اور قوم قادیانیوں سے آگاہ ہے، اس لیے وہ ہمیں نقصان پہنچانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ (مطبوعہ: روزنامہ ''اُمّت'' کراچی۔ ۹ ستمبر ۲۰۱۴ء)

تحریک طلباءِ اسلام ضلع مظفر گڑھ کا انتخاب

صدر: محمد ابوبکر صدیق	نائب صدر: جام مجاہد حسین
ناظم اعلیٰ: عمر فاروق	ناظم نشریات: محمد ابوبکر

تحریک طلباءِ اسلام کی تمام ماتحت شاخیں جلد از جلد اپنے انتخابات مرکز کو پہنچائیں۔ رابطہ و معلومات کے لیے: 0300-2039453

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

سیدنا الحکم القرشی الاُموی رضی اللہ عنہ

حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا الحکم القرشی الاموی رضی اللہ عنہ قبیلہ قریش کی شاخ بنواُمیّہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مجد وشرف اور عزت و وجاہت کے اعتبار سے بنو ہاشم کے بعد بنواُمیّہ ہی کا مرتبہ ومقام تھا۔ چنانچہ قومی علم ''عقاب'' ان ہی کی تحویل میں رہتا تھا۔ علاوہ ازیں سپہ سالار اعظم کا منصب بھی اسی خاندان کے پاس تھا۔ ''حرب فجار'' (جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی تھی) میں سپہ سالار اعظم کے فرائض سیدنا الحکم رضی اللہ عنہ کے حقیقی چچا حرب بن اُمیّہ نے انجام دیے تھے۔

سیدنا الحکم رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب (الحکم بن ابی العاص بن اُمیّہ بن عبد شمس بن عبد مناف) چوتھی پشت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف) کے نسب سے مل جاتا ہے۔

اسلام قبول کرنے سے پہلے سیدنا الحکم رضی اللہ عنہ بھی دیگر رؤساء قریش کی طرح اسلام کے سخت مخالف تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو وہ بھی اپنے اس چچا کے زیر عتاب رہے اور اللہ کی راہ میں اذیت پہنچائے گئے۔ الحکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ:

''کیا تم نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین کو اختیار کر لیا ہے؟ میں تم کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تم اس دین سے پھر نہیں جاتے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا کو جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

''اللہ کی قسم! میں کبھی اس دین کو نہیں چھوڑ سکتا۔''

جب چچا نے بھتیجے کی دین پر استقامت اور اپنے مؤقف میں صلابت دیکھی تو انہیں چھوڑ دیا۔

(التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان رضی اللہ عنہ، ص:۲۲)

غزوۂ احزاب میں قریش مکہ کی ناکامی اور ہزیمت سے ان کی قوتِ مزاحمت بھی کافی حد تک کمزور ہوگئی بلکہ اس موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان سے ان کی ہمت مزید ٹوٹ گئی کہ:

اَلآنَ نَغْزُوْھُمْ وَلَا یَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِیْرُ اِلَیْھِمْ.

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق وہی الاحزاب، رقم الحدیث:۴۱۱۰)

اب ہم ان سے لڑیں گے وہ (اقدام کرکے) ہم سے نہیں لڑ سکیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ غزوہ احزاب کے بعد مشرکینِ مکہ سے اقدام نہ ہو سکا بلکہ مسلمانوں نے ہی فتح مکہ میں اقدام کیا تھا۔

غزوۂ احزاب کے بعد ۶ھ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی

معیت میں عمرہ ادا کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے لیکن مشرکین نے حدیبیہ کے مقام پر انھیں روک دیا۔ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ساتھ کسی تصادم سے بچنے کی خاطر مصالحت کی گفتگو کا ارادہ فرمایا۔ اور اس مقصد کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ انتخاب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پڑی تو انھوں نے عرض کیا کہ:

''مکہ میں بنو عدی کا ایسا کوئی فرد موجود نہیں جو دیگر قریش کے مقابلے میں میری حمایت کر سکے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ اس مقصد کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا جائے کہ مکہ میں ان کے قبیلہ کے لوگ موجود ہیں۔''

چنانچہ اس تجویز پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ:

''آپ قریش کے پاس جائیں اور انھیں بتائیں کہ ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں۔ دیکھ لیں ہم حالتِ احرام میں ہیں اور قربانی کے جانور بھی ہمارے ساتھ ہیں۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس حکمِ نبوی کی تعمیل کرتے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو سیدنا الحکم رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ابان بن سعید بن العاص نے انھیں پناہ دی۔ اس طرح انھوں نے سردارانِ قریش سے ملاقات کر کے ان تک پیغام نبوی پہنچا دیا۔ قریش کے ہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبے کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ قریشی خواتین اپنے بچوں سے یوں مخاطب ہوتی تھیں کہ

أُحبّک والرحمن حبّ قریش لعثمان

ترجمہ: رحمٰن کی قسم میں تجھ سے اس طرح محبت کرتی ہوں جس طرح قریش عثمان سے محبت کرتے ہیں۔

لہٰذا اسی جذبے کے تحت قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ پیشکش کی کہ وہ خود عمرہ کر لیں لیکن انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر عمرہ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے قیام مکہ کے دوران میں اپنے چچا اور دیگر افرادِ خاندان سے بھی ملاقاتیں کیں اور ان ہی کے ہاں قیام پذیر رہے۔ اس سفارت کا حضرت حکم رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات پر بڑا اثر پڑا، جس سے ان کے دل نرم ہو گئے۔

دوسری طرف اس تاخیر کی وجہ سے حدیبیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر عام ہو گئی۔ جو بالآخر ''بیعت رضوان'' پر منتج ہوئی۔ اس بیعت کے بعد فریقین میں ایک معاہدہ طے پا گیا جس کی رو سے اگلے سال یعنی ۷ھ میں عمرہ ادا کیا گیا جو تاریخ میں ''عمرۃ القضاء'' کے نام سے مشہور ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کامیاب سفارت کی وجہ سے حضرت حکم رضی اللہ عنہ اور دیگر افراد بنو اُمیّہ کی قلبی کیفیت تبدیل ہو چکی تھی۔ فتح مکہ سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے جرنیل اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جیسے سفارت کار نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اس وقت اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود ہرقل کے دربار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ عمدہ الفاظ کے ساتھ کیا۔

اسی اثناء میں قریش نے معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے حلیف قبیلے کی بنوخزاعہ پر حملہ کی

بھرپور حمایت کی تو جواباً بنوخزاعہ نے بھی معاہدے کی رو سے بنوبکر کے خلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد کی درخواست کر دی جس کے نتیجے میں رمضان ۸ ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوگیا اور حضرت حکم بن ابی العاص سمیت سینکڑوں قریش نے اسلام قبول کرلیا۔ ان کے اسلام قبول کرنے کا ذکر طبقات ورجال کی تمام کتب میں پایا جاتا ہے۔

علاّمہ محمد بن سعد (م ۲۳۰ ھ) فرماتے ہیں کہ:

''حکم بن ابی العاص بن اُمیّہ بن عبدشمس، ان کی والدہ رقیّہ بنت الحارث بن عبید بن عمر ابن مخزوم تھیں۔ فتح مکہ پر اسلام لائے اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک وہیں مقیم رہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے بلانے پر مدینے چلے گئے اور وہیں ۳۲ ھ میں ان کے عہدِ خلافت میں ہی وفات پائی۔ الحکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے (حقیقی) چچا تھے۔''

(طبقات ابن سعد اردو۔ حصہ پنجم، ص: ۴۱۷۔ مطبوعہ: نفیس اکیڈمی کراچی)

حافظ ابن عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ ھ) لکھتے ہیں کہ:

''الحکم بن ابی العاص بن اُمیّۃ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصیّ القرشی الاموی عمّ عثمان ابن عفان و ابو مروان بن الحکم کان من مسلمۃ الفتح......''

(الاستیعاب مع الاصابہ، جلد: اوّل، ص: ۳۱۷)

الحکم بن ابی العاص...... فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں۔

امام ابن اثیر جزری (م ۶۳۰ ھ) لکھتے ہیں کہ:

''ابو مروان حکم بن ابی العاص...... قرشی اموی۔ ان کا شمار اہل حجاز میں ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں۔ فتحِ مکہ کے دن اسلام لائے۔''

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ تحت الحکم بن ابی العاص)

علاّمہ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ ھ) فرماتے ہیں کہ:

''الحکم بن ابی العاص بن اُمیّۃ بن عبد شمس القرشی الاموی عمّ عثمان بن عفان و والد مروان. قال ابن سعد: اسلم یوم الفتح......'' (الاصابہ فی تمییز الصحابہ مع الاستیعاب، الجزء الاوّل، ص: ۳۴۵)

مروان رضی اللہ عنہ کے والد اور عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا حکم بن ابی العاص نے ابن سعد کے مطابق فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔

ابن سعد کی روایت کے مطابق اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت حکم رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں ہی قیام پذیر رہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے بقول حجۃ الوداع میں بھی انھیں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

(ملاحظہ ہو: منہاج السنۃ، الجزء الثالث، ص: ۱۸۹)

اس تفصیل سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگئی ہے کہ حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے والد اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حقیقی چچا حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بلاشک وشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

اصطلاحِ شریعت میں ''صحابی'' اس خوش نصیب شخص کو کہا جاتا ہے جس نے حالت اسلام وایمان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر اس کی موت بھی واقع ہوئی ہو۔

مندرجہ بالا حوالہ جاتے سے حضرت حکم رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا ثابت ہے جب کہ اسلام ہی کی حالت میں ۳۲ھ میں ان کی وفات بھی ہوئی اور خلیفۂ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھا کر انھیں ''جنت البقیع'' میں دفن کر دیا۔

ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں سینکڑوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظامؒ نے بھی ان کی نماز جنازہ میں شرکت فرمائی تھی۔ اس کے بعد حضرت حکم رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے میں تو کسی مومن کو ذرہ برابر بھی شک نہیں ہوسکتا۔

مگر سخت افسوس ہے کہ اس اعتراف کے باوجود حضرت حکم رضی اللہ عنہ کو نہ صرف ''صحابیت'' کے مشروعہ ومطلوبہ ادب واحترام سے محروم رکھا گیا بلکہ اعدائے صحابہ کے مذموم اور زہریلے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر بعض ''علماءِ اسلام'' نے بھی ان کے خلاف موضوع روایات کو صحیح سمجھ کر نقل کر دیا جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی توہین ظاہر ہوتی ہے۔

چنانچہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں کہ:

''اس معاملہ میں مثال کے طور پر مروان بن حکم کی پوزیشن دیکھیے۔ اس کا باپ حکم بن ابی العاص، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چچا تھا، فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا تھا اور مدینہ آکر رہ گیا تھا مگر اسی کی بعض حرکات کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مدینہ سے نکال دیا تھا اور طائف میں رہنے کا حکم دیا تھا۔

ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں اس کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اکابر صحابہ کے ساتھ راز میں جو مشورے فرماتے تھے ان کا کسی نہ کسی طرح سن گن لے کر وہ انھیں افشا کر دیتا تھا۔

اور دوسری وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقلیں اُتارا کرتا تھا حتی کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسے یہ حرکت کرتے دیکھ لیا۔ بہر حال کوئی سخت قصور ہی ایسا ہوسکتا تھا جس کی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے اس کے اخراج کا حکم صادر فرمایا۔'' (خلافت وملوکیت، ص:۱۱۰)

مودودی صاحب حضرت مروان رضی اللہ عنہ کو حضرت حکم رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہونے کی وجہ سے ''طلقاء'' کا طعنہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اوّل یہ کہ اس خاندان کے جو لوگ دورِ عثمانی میں آگے بڑھائے گئے وہ سب ''طلقاء'' میں سے تھے۔ ''طلقاء'' سے مراد مکہ کے وہ خاندان ہیں جو آخر وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوتِ اسلامی کے مخالف رہے۔ فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معافی دی اور وہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، ولید بن عقبہ اور مروان بن الحکم ان ہی معافی یافتہ خاندانوں کے افراد تھے۔'' (خلافت وملوکیت، ص:۱۰۹)

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں ایک حوالہ علمائے حق کے ترجمان کا بھی نذرِ قارئین کر دیا جائے۔ چنانچہ علاّمہ محمد انور شاہ کاشمیریؒ کے داماد اور مؤلف ''انوار الباری شرح صحیح البخاری'' مولانا سید احمد رضا بجنوری فرماتے ہیں کہ:

''مروان کا باپ حکم بھی بہت بد کردار تھا۔ وہ حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے حجروں پر جاسوسی کیا کرتا تھا، ان میں وہ جھانکتا تھا اور راز کی خبریں لوگوں کو پہنچایا کرتا تھا، حضور علیہ السلام کی نقلیں اُتارا کرتا تھا وغیرہ۔ اسی لیے حضور علیہ اسلام نے اس کو اور اس کے بیٹے مروان کو مدینہ منوّرہ سے جلاوطن کر کے طائف بھیج دیا تھا۔ پھر وہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں بھی نہ آسکا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں باپ بیٹے دونوں مدینہ طیبہ آگئے تھے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری کتاب لافتن میں حدیث ''هلاك امتي علا يدي اغيلمة السفهاء'' کے تحت لکھا ہے کہ بہت سی احادیث حکم اور اس کی اولاد کے ملعون ہونے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جن کی تخریج طبرانی وغیرہ نے کی ہے۔ ان میں زیادہ تو محل نظر ہیں مگر بعض جیّد بھی ہیں۔'' (انوار الباری، جلد: ۱۷، ص: ۱۹۴۔ مطبوعہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

پیچھے کتب طبقات و رجال کے حوالے سے یہ بات ثابت کی جاچکی ہے کہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں تو پھر قرآن وحدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو خصوصیات اور مناقب وفضائل ثابت ہوئے ہیں وہ سب کے سب لامحالہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ کے لیے بھی ثابت ہوں گے۔

اور وہ تمام آثار ولوازمِ صحابیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ تمام حقوق جو کتاب وسنت نے اُمّت پر عائد کیے ہیں وہ سب کے سب حضرت مروان رضی اللہ عنہ اور ان کے والد گرامی حضرت حکم رضی اللہ عنہ کے لیے بھی ماننے پڑیں گے۔ ہمیں تاریخی طور پر نہیں بلکہ بطور عقیدہ کے اس پر ایمان لانا پڑے گا کہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ بوجہ صحابی ہونے کے متقن، عدول، پاک باطن، صاف ظاہر، محبت جاہ ومال سے بری، ہوسِ اقتدار سے بالاتر اور ان تمام رذائل نفس سے پاک تھے جو ان مقدّسین سے بنصّ کتاب وسنت دھودیے گئے تھے۔

اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین وتنقیص اور ان کا انتہائی تحقیر آمیز انداز کے ساتھ ذکر کرنے والوں کا کتاب وسنت میں جو حکم ہے وہ بھی بلاشبہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ کے مخالفین پر عائد ہونا لازم آئے گا۔

حضرت حکم رضی اللہ عنہ کی جلاوطنی کے ''قصے'' کی حقیقت ایک مستقل مضمون میں طشت از بام کی جائے گی۔ ان شاءاللہ

جناب مودودی صاحب نے ''طلقاء'' کی جو تعریف بیان کی ہے وہ تعصب وعناد پر مبنی ہے کیونکہ اسلام کسی خاندان کا نام نہیں ہے جس سے دوسرے خاندانوں کے افراد جنگ کر رہے ہیں۔ جس طرح اسلام میں اس وقت تمام خاندان شامل تھے اسی طرح کفر میں بھی سب خاندانوں کی نمائندگی پائی جاتی تھی۔ اسلام اور کفر کے مابین تصادم باپ و بیٹا، داماد وخسر، چچا و بھتیجا، ماموں و بھانجا حتیٰ کہ بھائی بھائی ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آراء تھے۔ شرکائے بدر پر ہی ایک طائرانہ نگاہ ڈال لیں تو رشتوں کے مناظر سامنے آجائیں گے۔ تاریخ اسلام میں اس طرح کی بیسیوں مثالیں پائی جاتی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام اور کفر کے تصادم کو ''قبائلی اور خاندانی'' تصادم قرار دینا خلافِ واقع اور نری جہالت ہے۔

فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان خاندانوں اور قبیلوں کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ یہ اعلان مکہ کے تمام باشندگان کے لیے تھا۔ ان میں سے اکثر خاندان اور قبائل ایسے تھے جن کے بعض افراد اگرچہ اسلام قبول کر چکے تھے لیکن ان میں سے باقی ماندہ افراد فتح مکہ کے دن یا اس کے کچھ عرصہ بعد مسلمان ہوئے تھے۔

بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ جو سابقین اوّلین میں سے تھے ان کے خاندانوں کے بہت سے افراد ایسے ہیں جنھوں نے فتحِ مکہ کے بعد اسلام قبول کیا۔حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے سابق الایمان کے والد بھی فتحِ مکہ کے بعد اسلام لائے تو کیا جناب مودودی صاحب وامثالہ کے استدلال کی روشنی میں یہ کہنا صحیح ہوگا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی معافی یافتہ خاندان کے فرد تھے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی جناب عقیل رضی اللہ عنہ اوران کی بہن سیدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا نے بھی فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی معافی یافتہ خاندان کے فرد تھے؟

اس طعن کواگر وسعت دیتے جائیں تو اس کی زد سے سابقین اوّلین سمیت کون سا خاندان اورکون سا قبیلہ محفوظ رہ سکتا ہے؟

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ حقیقتِ حال واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''یہ چیز جمہور قریش میں مشترک ہے۔ان میں سے ہر ایک کے رشتہ دار ایسے رہے ہیں جو کافر تھے۔کفر کی حالت میں انھوں نے مسلمانوں سے جنگیں لڑیں اوراسی راہ میں وہ مارے گئے اور بہت سے حالتِ کفر میں ہی طبعی موت مر گئے۔کیا یہ بات ان مسلمانوں کے لیے باعثِ رسوائی سمجھی جائے گی جوان کے خاندانوں میں سے مسلمان ہوگئے تھے؟

عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل اور صفوان رضی اللہ عنہ بن اُمیّہ دونوں خیارِ مسلمین سے تھے درآں حالیکہ ان دونوں کے باپ حالتِ کفر میں جنگ بدر میں مارے گئے۔

اسی طرح حارث بن ہشام ہیں جن کے بھائی جنگ بدر میں قتل کر دیے گئے۔مختصر یہ کہ اس طرح اگر طعن کی اجازت دے دی جائے تو پھر اس سے کوئی نہیں بچ سکتا۔تمام اہلِ ایمان پر طعن کیا جا سکتا ہے۔

کیا کسی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بناء پر موردِ طعن بنائے کہ ان کے چچا ابولہب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت ترین دشمن تھے یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس بناء پر عیب گیری کرے کہ ان کے بھائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے۔یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ ابوطالب کے کفر کی وجہ سے ننگ و عار دلائے۔یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق اس طرح کہا جائے۔یاد رکھو! اس طرح کی باتیں وہی لوگ کرتے ہیں جو مسلمان نہیں ہیں۔'' (منہاج السنۃ، جلد اوّل، الجزء الثانی، ص:۲۱۶۔طبع: بیروت)

حضرت مروان رضی اللہ عنہ پر ''طلقاء'' کا اطلاق اس لیے درست نہیں ہے کہ وہ خود مودودی صاحب کی تحقیق کے مطابق اس وقت ۷؍۸ سال کے بچے تھے جب کہ اس عمر کا بچہ شریعت میں مکلّف نہیں سمجھا جاتا۔البتہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ پر اس کا اطلاق ''درست'' ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ لفظ باعثِ تحقیر اور باعثِ مذمت ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا جواب اثبات میں تو ہرگز نہیں ہوسکتا تو پھر معلوم نہیں کہ مودودی صاحب وامثالہ نے اسے قابلِ طعن کیوں سمجھا؟

سخت حیرت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاف کر دینے کے باوجود سبائیوں اوران کے نام نہاد سُنّی متبعین نے آج تک بالخصوص اُموی صحابہ رضی اللہ عنہم کو معاف نہیں کیا۔

''طلقاء'' کی اصطلاح حسب ذیل واقعہ سے ماخوذ ہے:

فتح مکہ کے بعد جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہوئے تو قریش کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اے گروہِ قریش! تمھیں کیا توقع ہے کہ اس وقت میں تمھارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟ انھوں نے جواب دیا: ہم اچھی اُمید رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کریم النفس اور شریف بھائی ہیں اور کریم وشریف بھائی کے بیٹے ہیں۔ یہ جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَقُوْلُ لَکُمْ کَمَا قَالَ یُوْسُفُ لِاِخْوَتِہٖ: لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ.

ترجمہ: میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا: ''آج تم پر کوئی الزام نہیں۔'' جاؤ تم سب آزاد ہو۔

یہ واقعہ رمضان المبارک ۸ ھ کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت حکم رضی اللہ عنہ کے خاندان ''بنواُمیّہ'' کو نہیں بلکہ پورے قریش (بنوتیم، بنوعدی، بنومخزوم، بنوخزیمہ، بنواسد، بنونوفل، بنوزہرہ، بنواُمیّہ اور بنوہاشم) کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تم سب کو معافی دے دی گئی، جاؤ اب تم سب آزاد ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطاب میں بار بار ''یا معشر قریش'' فرمایا۔ یہ خطاب خود بتلا رہا ہے کہ ''طلقاء'' صرف بنواُمیّہ نہ تھے بلکہ ''مولودِ کعبہ'' حکیم بن حزام، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی، عکرمہ بن ابی جہل، عقیل بن ابی طالب ہاشمی، اُمّ ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہم اور تقریباً دو ہزار افراد (جنھوں نے اسی موقع پر اسلام قبول کیا تھا) یہ سب ''طلقاء'' میں شامل ہیں۔ لیکن یہ لفظ ان حضرات کے لیے ''موجبِ طعن'' اور ''باعثِ تحقیر'' ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ قبولِ اسلام کے بعد شرفِ صحابیت سے مشرف ہوگئے ہیں اور یہ وہ ''منصب'' ہے جس تک کروڑوں عابد وزاہد مل کر بھی نہیں پہنچ سکتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ ''طلقاء'' (بشرطِ صحت روایت) کے استعمال سے مطلب یہ تھا کہ ہم تمھاری سابقہ مخالفانہ سرگرمیوں کو نظر انداز کر کے تمھارے لیے عام معافی کا حکم دیتے ہیں۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ قوت حاصل ہونے کے بعد ہم تمھاری عداوتوں کا انتقام لیں گے۔ تم پر کوئی گرفت نہیں تم مکمل طور پر آزاد ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ قریش کے لیے ''طلقاء'' یعنی عام معافی کا لفظ دراصل ان کی عظمت، منقبت اور فضیلت کا باعث ہے۔ یہ لفظ کسی طور پر بھی مذمت یا تحقیر کے لیے استعمال نہیں ہوتا مگر جن لوگوں کے دلوں میں ''کھوٹ'' ہے وہ اس لفظ کو بطور تحقیر اور مذمت استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی ''طلقاء'' کو بڑے بڑے اور اہم مناصب عطا فرمائے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقعات پر پورے بھی اترے۔ رضی اللہ عنہم ورضوعنہ

آخر میں اس بحث کے ایک انتہائی اہم پہلو کی طرف اہلِ علم کی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ:

جناب مودودی صاحب نے اربابِ سیر اور مؤرخین کے نقل کردہ جس جملے ''اذہبوا فانتم الطلقاء'' کی بنیاد پر طعن وتشنیع اور توہین وتنقیص کی اتنی بلند وبالا عمارت کی تعمیر کی ہے، اصولِ روایت ودرایت کے اعتبار سے خود اس کی اپنی حیثیت کیا ہے؟

محدثین کرام بالخصوص مؤلفین وجامعینِ صحاحِ ستّہ نے فتح مکہ کے حوالے سے سارے سفر کی جزئیات تک بیان کی ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اہم خطاب کا مرکزی ''جملہ'' فراموش کر گئے؟

معلوم نہیں کہ کتبِ حدیث میں یہ جملہ کیوں نہیں پایا جاتا؟ اور صرف اربابِ سِیَر اور مؤرخین ہی کے ذریعے کیوں نقل ہوتا چلا آ رہا ہے؟ اگر یہ جملہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہوتا تو محدثین کرام بالخصوص امام بخاری اور امام مسلم اس خطبہ کے تحت اس جملہ کا ضرور کوئی ذکر کرتے۔

دراصل اس جملہ کو سب سے پہلے ابن ہشام نے براویت محمد بن اسحاق نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے قریش کے لوگو! تمھارا کیا خیال ہے میں تمھارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا؟ انھوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرما بھائی اور کرم فرما بھائی کے بیٹے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی: آج تم سے کوئی باز برس نہیں ہوگی۔ ''جاؤ تم سب آزاد ہو۔''

اس روایت سے یہ امر واضح ہوگیا ہے کہ اس جملہ کے راوی یا بانی محمد بن اسحاق (م ۱۵۱ھ) ہیں جو امام ''فن مغازی'' کے نام سے شہرت یافتہ ہیں۔ انھیں امام زہری کا خاص قرب حاصل تھا۔ یوں تو زہری کے دروازہ پر ایک دربان مقرر تھا کہ کوئی شخص بغیر اطلاع کے اندر نہ آئے لیکن ابن اسحاق کو عام اجازت حاصل تھی کہ جب چاہیں چلے آئیں۔ ان کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کی نسبت متاخرین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں لکھا ہے کہ محدثین کو ابن اسحاق کی کتاب پر ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ وہ یہودیوں سے واقعات سن کر اپنی کتاب میں درج کرتے تھے۔

علّامہ ذہبی کی تصریح سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن اسحاق یہود و نصاریٰ سے روایت کرتے تھے اور ان کو ثقہ سمجھتے تھے۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

محمد بن اسحاق سِیَر و مغازی کے مستند ترین مؤرخ ہیں لیکن یہی محمد بن اسحاق جب حدیث میں پہنچتے ہیں تو حضرات محدثین انہیں خصوصیت سے احکام کی روایت میں ناقابلِ اعتبار قرار دیتے ہیں۔

(ہمارے عائلی مسائل، ص: ۱۷۹۔ طبع جدید دارالاشاعت کراچی)

احکام کی روایات میں ابن اسحاق کو ناقابلِ اعتبار قرار دینے کے علاوہ محدثین نے ان پر سخت ترین الفاظ میں جرح بھی کی ہے۔

امام نسائی کہتے ہیں یہ قوی نہیں، دارقطنی کہتے ہیں ان کی حدیث حجت نہیں۔ ابن نمیر کا بیان ہے کہ ان پر قدری ہونے کا الزام ہے۔ اسی لیے لوگ ان سے دور بھاگتے تھے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ قدری بھی ہے اور معتزلی بھی۔ امام مالک نے بھی ابن اسحاق کو کذاب قرار دیا ہے۔ ابن ادریس کا بیان ہے کہ میں ایک روز امام مالک کی خدمت میں حاضر تھا، کسی نے ان سے کہا کہ ابن اسحاق کہتا ہے کہ امام مالک کا علم میرے سامنے پیش کیا کرو، میں ان کے علم کی کسوٹی ہوں۔ تو امام مالک نے فرمایا: اے لوگو! دجالوں میں سے اس دجال کو دیکھو کہ کیا کہتا ہے؟ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق مجہول راویوں سے غلط روایتیں نقل کرتا تھا۔ ملاحظہ ہو: (میزان الاعتدال، تاریخ بغدادی تحت محمد بن اسحاق)

محمد بن اسحاق نے اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کے انکار کی روایت بھی منسوب کی ہے۔ مغازی ابن اسحاق کو ابن ہشام (م ۲۱۳ھ) نے نئی ترتیب دی ہے جو سیرت ابن ہشام کے نام سے معروف ہے۔ ابتداء میں جب یہ کتاب سامنے آئی تو اس کے بعض واقعات پر اہل علم نے اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی اور ان اعتراضات کی وجہ سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کتاب اپنے زمانہ میں مقبولیت حاصل نہ کر سکی جسے بعد میں ابن ہشام نے بعض قابلِ اعتراض واقعات خارج کر کے اور بعض واقعات کا اضافہ کر کے نئے سرے سے مرتب کیا لیکن اس کوشش کے باوجود بعض قابلِ اعتراض واقعات کتاب میں شامل کر دیے گئے۔

''طلقاء'' کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں ''اذہبوا فانتم الطلقاء'' کا جملہ بھی سیرت ابن ہشام میں براویت محمد بن اسحاق ہی بیان ہوا ہے جہاں سے دیگر مؤرخین اور اربابِ سِیَر اسے آگے اپنی کتابوں میں نقل کرتے رہے۔

پیچھے یہ وضاحت گزر چکی ہے کہ ''طلقاء'' کے لفظ میں بظاہر کسی کی توہین یا تنقیص نہیں پائی جاتی لیکن اس کے باوجود مودودی صاحب وامثالہ نے اُموی صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں اس لفظ کو موجبِ طعن وقدح بنا لیا ہے اس لیے یہاں اس کی اصل حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ اس ''جملے'' کی نسبت قطعیت کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا ہی محل نظر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ''جملہ'' کتبِ حدیث میں مفقود ہے۔ اس کے برعکس ایک حدیث میں حسب ذیل الفاظ آئے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر فرمایا:

یا معشر قریش ما تقولون ؟ قالو : نقول ابن أخ و ابن عمّ رحیم کریم ثم عاد علیهم القول ، قـالـوا : مثل ذالک قال: فانّي اقول کما قال أخي یوسف: لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم و هو ارحم الراحمین. (سورہ یوسف: آیت ۹۲)

ترجمہ: اے قریشیو! تمھارا (میرے بارے میں آج) کیا خیال ہے؟ انھوں نے کہا: ہم تو یہی کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بھتیجے اور چچا زاد ہیں اور آپ بڑے مہربان اور کریم ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پھر وہی سوال کیا اور انھوں نے بھی وہی جواب دیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے کہی تھی کہ: آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تعالیٰ تمھیں بخشے اور وہ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

(السنن الکبریٰ للنسائی، جلد: ۷، ص: ۳۸۳۔ ح: ۱۱۲۹۸۔ واسنادہ حسن لذاتہ۔ بحوالہ سیرت کے سچے موتی، ص: ۴۶۸، مؤلفہ: امیر حمزہ صاحب)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام کا حوالہ دے کر سورۃ یوسف کی آیت ۹۲ ہی تلاوت فرمائی تھی جس کی مزید تشریح محمد بن اسحاق نے ''اذہبوا فانتم الطلقاء'' کے جملہ سے کر دی۔

جب کہ حدیث میں منقول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسم کا خطبہ بڑا ہی واضح تھا اور وہ طلقاء جیسے لفظ کے ذریعے کسی مزید تشریح کا محتاج ہرگز نہیں تھا۔ اس خطبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ''انداز'' نہایت ہی قابلِ غور ہے کہ اپنے سامنے موجود قریش کے تمام خاندانوں کو مخاطب کر کے ایک سوال کرتے ہیں۔ جواب ملنے کے بعد پھر اسی سوال کو دہراتے ہیں اور

قریش بھی اپنے پہلے جواب ہی کا اعادہ کرتے ہیں۔ قریش نے اپنے اس جواب میں حقیقت کا اعتراف اور اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو کلّی طور پر فاتح مکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا۔

دراصل قریش کا یہ جواب بھی برادرانِ یوسف کے جواب کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا کہ ''**قالوا تاللّٰہ لقد اٰثرک اللّٰہ علینا و ان کنا لخاطئین**'' (یوسف:۹۱)

انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر برتری دی ہے اور یہ بھی بالکل سچ ہے کہ ہم خطا کار تھے۔

فتح مکہ کے موقع پر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح کی برتری حاصل ہے اور اپنے بھائیوں کے مظالم بھی یاد ہیں لیکن جس طرح حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کے مظالم کو ان کی جہالت اور نادانی (**اذ انتم جٰھلون**۔ یوسف: ۸۹) پر محمول کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں فرمایا تھا: **لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم و ھو ارحم الراحمین**۔ '' آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اللہ تمھیں بخشے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔

بعینہٖ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ''**ابن اخ و ابن عمّ رحیم کریم**'' کے جواب میں اپنے اخلاق کریمانہ کا عظیم مظاہرہ کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں فرمایا: **فانی اقول کما قال أخی یوسف: لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم و ھو ارحم الراحمین**۔

میں بھی وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تعالیٰ تمھیں بخشے اور وہ رحم کرنے والوں میں سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اس جامع، بے غبار اور غیر مبہم اعلان کے بعد مزید کسی تشریح (**اذھبوا فانتم الطلقاء**) کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ ''**لا تثریب علیکم الیوم**'' میں صرف معافی ہی کا اعلان نہیں کیا گیا بلکہ کسی قسم کی ''طعنہ زنی'' سے بھی اجتناب برتا گیا۔ اس واقعہ کے بعد جب حضرت یوسف علیہ السلام کی اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے تو ان کے سامنے اپنے رب کے احسانات کا ذکر یوں کرتے ہیں کہ:

وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِکُمْ مِّنَ الْبَدْوِ ۔ (یوسف:۱۰۰)

اس نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا جب کہ مجھے جیل خانے سے نکالا اور آپ لوگوں کو صحرا سے لے آیا۔

حالانکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی کہانی جیل کی رہائی سے نہیں بلکہ کنوئیں میں ڈالنے سے شروع ہوتی تھی لیکن اس کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ اس سے بھائیوں کو طعنہ ملتا اور انھیں شرمندگی اٹھانا پڑتی جب کہ وہ اس سے پہلے بصورت وعدہ یہ اعلان فرما چکے تھے کہ ''**لا تثریب علیکم الیوم**''

اگر والد کے سامنے اپنی کہانی کا آغاز کنوئیں میں ڈالنے سے کرتے تو اس صورت میں بھائیوں کو نہ صرف طعنہ ملتا (کہ یہ ہیں کنوئیں میں ڈالنے والے) بلکہ وعدہ کی خلاف ورزی بھی ہوتی (جب ایک دفعہ معاف کر چکے تو پھر اسے زبان پر بھی نہ لائے)۔ یہ تو پھر بھائی تھے، حضرت یوسف علیہ السلام نے تو والد کو یہ بھی نہیں بتلایا کہ مجھے قید میں کس نے ڈالا تھا؟ بس اتنا کہا: **وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ**

غور فرمائیں! یہاں نہ کنوئیں میں ڈالنے کا ذکر ہے اور نہ ہی قید خانے میں ڈالنے کا۔ کنوئیں میں ڈالنے کا ذکر ہوتا تو بھائیوں کو طعنہ ملتا اور انھیں شرمندہ بھی ہونا پڑتا۔ اور اگر قید میں ڈالنے کا ذکر کرتے تو پھر عزیزِ مصر اور اس کی بیوی پر ملامت ہوتی۔ پیغمبر علیہ السلام کے اخلاق کا یہ عالم ہے کہ انھوں نے یہ بھی گوارا نہیں کیا کہ عزیزِ مصر اور اس کی بیوی پر بھی طعن و ملامت ہو کیونکہ ان کے گھر میں بھی کچھ عرصہ قیام رہا اور کھاتے پیتے بھی رہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر قریش کے لیے اگر ''لا تثریب علیکم الیوم'' کا اعلان نہ بھی فرماتے اور صرف فانّی اَقُوْلُ کَمَا قَالَ أخِیْ یُوْسُفُ پر ہی اکتفا کرلیتے تو پھر بھی اس سے وہی مفہوم مراد لیا جاتا جو اگلے جملے میں بیان کیا گیا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ ''لا تثریب علیکم الیوم'' فرما کر خود ہی تشریح فرمادی کہ جاؤ قریشیو! آج کے بعد تم پر کوئی طعنہ بھی نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ اعلان ۲۱؍رمضان المبارک ۸ھ میں فرمایا تھا لیکن صد افسوس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا کچھ ''علماءِ اہلِ سنّت'' چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی بنواُمیّہ سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت حَکَم، حضرت ابوسفیان، حضرت معاویہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہم کو مسلسل تحریراً و تقریراً طعن و تشنیع کا نشانہ بنارہے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

''اِنَّ ممَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النبوّۃِ الاوْلٰی: اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ''

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب: اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ، رقم الحدیث: ۶۱۲۰)

اگلی نبوت کی باتوں میں سے لوگوں نے جو کچھ پایا ہے ان میں سے ایک مقولہ یہ بھی ہے کہ جب تم میں شرم و حیا نہ ہو تو پھر جو چاہو کرو۔

☆......☆......☆

محمد سلمان قریشی

نعتِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آخری ہیں نبیؐ خاتمُ المرسلیں اُن پہ اُترا کلام آخری آخری
وہ ہیں خیر الوریٰؐ وہ ہیں بدر الدُجیٰؐ اُن کا جو ہے پیام آخری آخری

شرک و بدعت نے ڈیرے لگائے ہوئے، تھے اندھیرے جہالت کے چھائے ہوئے
ساری اُمت کو بس آپؐ ہی نے دیا رب کی وحدت کا جام آخری آخری

سب رسُومِ کُہن آپؐ نے توڑ دیں اور نکالا غلامی سے انسان کو
دے کے ہم کو مساوات کا اِک سبق دے گئے ہیں نظام آخری آخری

لوٹے معراج سے جب میرے مصطفیٰؐ اور اقصیٰ میں تھے منتظر انبیاء
بن گئے مقتدی سب کے سب انبیاء جب ہوئے آپؐ امام آخری آخری

آخری خطبے میں خود نبیؐ نے کہا تم پہ تکمیلِ دینِ مُبیں ہو چکی
کام رب نے جو سونپا تھا لوگو! مجھے کر چلا وہ میں کام آخری آخری

خود کریں تزکیہ اُنؓ کا میرے نبیؐ دولتِ علم و حکمت اُنہیؓ سے ملی
ہے رضا جن کو حاصل خُدا کی میرے وہ صحابہ کرامؓ آخری آخری

مال صدیقؓ نے گھر کا سارا دیا اِس عمل سے ہوا اُن سے راضی خُدا
اس کے بدلے میں رَبُّ العلیٰ عرش سے بھیجیں اپنا سلام آخری آخری

پہلے صدیقؓ کو ہے خِلافت ملی پھر عمرؓ اور غنیؓ اور حضرت علیؓ
ابوسفیانؓ کے بیٹے کو خود ہی حسنؓ دے گئے ہیں زمام آخری آخری

روح بے چین تھی، دل تڑپنے لگا سبز گُنبد کو سلمانؔ تکنے لگا
وقتِ رُخصت لگی آنسوؤں کی جھڑی جب تھی طیبہ میں شام آخری آخری

عطاء اللہ خان عطاؔ

نوحہ بر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

اے پیشوائے اُمّت و فرزندِ مصطفیٰ ﷺ — مظلومِ کربلا
چشم و چراغِ خانۂ زہرا و مرتضیٰ — مظلومِ کربلا
برخاست جا بہ جا زِ زمیں نالہ و فغاں — لرزید آسماں
بیداد چوں بہ جانِ تو کردند اشقیا — مظلومِ کربلا
بگریستند زار ملائک بر آسماں — چوں مردمِ جہاں
گفتند ایں ستم بہ حسینِ علی چرا — مظلومِ کربلا
اُمّت بہ نیزہ بُرد ز منزل بہ منزلے — بر شاخ چو گُلے
آں سَر کہ آرمید بہ دامانِ مصطفیٰ ﷺ — مظلومِ کربلا
زخمِ سناں بہ عارضِ ابن علی غضب — اے بے نیاز ربّ
کاں بُود بوسہ گاہِ شب و روزِ مصطفیٰ ﷺ — مظلومِ کربلا
عباسِ شیر مرد علمدارِ جاں نثار — غالب بہ یک ہزار
با دشمناں بہ جنگ بہ خیبر چو مرتضیٰ — مظلومِ کربلا
آں نوجوانِ خُلد علی اکبرِ شہید — از تشنگی تپید
ہمرنگِ جد بصورتِ زیبائے دلربا — مظلومِ کربلا
تعدادِ دشمنانِ شقی و تباہ کار — ہفتاد و دو ہزار
ہفتاد و دو مصاحبِ شبیرِ بے نوا — مظلومِ کربلا
ہر یک ز ہمرہانِ تو از تشنگی تپید — جاں بر لبش رسید
دریا روان و کردہ بتو بند راہ را — مظلومِ کربلا
بہرِ حسین ساقیِ کوثر در انتظار — در خلد بیقرار
تا می دہد بہ تشنہ ز کوثر پیالہ ہا — مظلومِ کربلا
تا می کند بہ حشر محمد ﷺ شفاعتم — آں صاحبِ کرم
ایں نوحۂ حسینِ علی گفتہ ام عطاؔ — مظلومِ کربلا

حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

غزل

ہمیں حقیقت موت و حیات کیا معلوم
''نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم''

کچھ اس طرح سے بڑھا ہے تمرّد انساں کا
کہ جیسے رازِ مشیت یہ کر چکا معلوم

بفیضِ یاس مٹا ذوقِ آرزو مندی
ہوا جو اپنا مقدر ہی نارسا معلوم

وہیں وہیں پہ جھکی ہے مری جبینِ نیاز
جہاں جہاں پہ ہوا ترا نقشِ پا معلوم

اگرچہ غم کی حقیقت تو ایک ہے لیکن
ہوئی ہے قلب و جگر کو جدا جدا معلوم

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

پروفیسر خالد شبیر احمد

امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ

دل میں میرے بستے ہیں ہر آن، شاہ جیؒ
میرے شعور و شوق کا عنوان، شاہ جیؒ

بادِ صبا کا جھونکا تھے حبسِ شدید میں
سوز و گداز و کیف کی تھے شان، شاہ جیؒ

اُن کا خطاب دینِ خدا کا تھا ترجمان
فکر و نظر کے اَوج کا فیضان، شاہ جیؒ

خود آگہی، وقار و خلوص و ضمیر و ظرف
ان کی تو جیسے بن گئے پہچان، شاہ جیؒ

یونہی نہیں تو میرِ شریعت وہ بن گئے
تھے دل کے انور شاہ کا ارمان، شاہ جیؒ

رہتے تھے ذوقِ وجد میں دل اور دماغ بھی
جلسوں میں جب بھی پڑھتے تھے قرآن، شاہ جیؒ

مثلِ حریر و دیبا تھے وہ بزم گاہ میں
اور رزم گہ میں ایک تھے طوفان، شاہ جیؒ

مرزائیت کے فتنے کو دے کر شکستِ فاش
اُمّت پہ کیسا کر گئے احسان، شاہ جیؒ

جس نے قدم اٹھایا کوئی دین کے خلاف
رہ روکنے کو بن گئے چٹان، شاہ جیؒ

جرأت، جنون و عشق، تہوّر بہادری
ان کو کہوں جو پھول تو گلدان، شاہ جیؒ

لرزاں رہا ہے کفر سدا اُن کے سامنے
اسلام کے تھے حق میں اک برہان، شاہ جیؒ

پروفیسر خالد شبیر احمد　　قسط:۴۲

ورق ورق زندگی

ملک ربنواز اور پولیس کی آنکھ مچولی:

چنیوٹ میں سردار صغیر کی وجہ سے جو پنجاب کابینہ میں وزیر تھے، مجلس احرار اسلام کے کارکنوں اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے درمیان ۷۰۔۱۹۶۹ء سے ہی ایک شدید تناؤ اور کشیدگی موجود تھی۔ جس کا سبب پیپلز پارٹی کا تشدد آمیز رویّہ تھا۔ پیپلز پارٹی کے ایک کارکن کو خود زخمی کیا گیا جب زخم شدید نوعیت اختیار کر گیا تو مقدمہ قتل ملک ربنواز کے خلاف درج کرادیا گیا۔ اس ساری کارستانی کے پیچھے سردار صغیر اور شہر کے بڑے بڑے پیپلز پارٹی کے اراکین تھے۔ ملک ربنواز کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو میرے ماموں زاد بھائی مشتاق راجھہ جو مجلس احرارِ اسلام چنیوٹ شہر جنرل سیکرٹری بھی تھے، ملک ربنواز کو لے کر رات پنڈی بھٹیاں چلے گئے اور وہاں سے لاہور دفتر مجلس احرار اسلام بیرون دہلی دروازہ پہنچے۔ جہاں ابنِ امیر شریعت سید عطاء المؤمن بخاری صاحب سے ملاقات ہوئی، شاہ صاحب تحریکِ ختمِ نبوّت کے سلسلے میں اُن دنوں لاہور تھے اور تحریک میں جماعت کی فعال نمائندگی کر رہے تھے، شاہ صاحب کی مساعی سے ملک ربنواز کی ضمانت قبل از گرفتاری کا حکم نامہ لاہور ہائی کورٹ سے لیا گیا۔ بعد میں مقدمہ خارج ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ چنیوٹ میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں پیپلز پارٹی کے سردار صغیر، تحریکِ ختمِ نبوّت کے کارکنوں کے خلاف حکومتی طاقت کا مظاہرہ کرتے رہے لیکن مجلس احرار کے کارکنوں نے انتہائی دلیری کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور تحریک کو جاری رکھا۔

وہ ایک رات:

مجھے یاد ہے کہ ملک ربنواز کی تقریر فیصل آباد کے کچہری بازار کی جامع مسجد میں تھی جب کہ وارنٹ گرفتاری اُن کے تعاقب میں تھے۔ وہ اس کے باوجود چنیوٹ کے احرار رضا کاروں کے تحفظ میں، جن کی قیادت مشتاق راجھہ کر رہے تھے مسجد لائے گئے جب کہ پولیس اُن کی گرفتاری کے لیے پیچھے پیچھے تھی۔ مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی بلکہ لوگ باہر بھی موجود تھے۔ اتنے بڑے مجمع میں ملک ربنواز کی تقریر ہوئی میں بھی اس جلسہ میں موجود تھا۔ تقریر سے پہلے مجھے ربنواز ملا اور میرے کان میں کہا کہ میں نے رات آپ کے گھر میں بسر کرنی ہے پولیس میرے پیچھے ہے اور صبح سویرے میں نے لاہور جا کر ہائی کورٹ سے ضمانت قبل از گرفتاری حاصل کر کے کل رات کو پھر چنیوٹ میں آ کر تقریر کرنی ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ تم فکر نہ کرو میں خود تمہاری ہر طرح سے حفاظت کروں گا چنانچہ تقریر کے بعد مشتاق راجھہ نے پولیس کو جُل دیتے ہوئے ملک ربنواز کو میرے گھر پہنچادیا۔ رات کو میں نے اپنے مکان کی چھت پر بستر بچھادیا اور کھانا کھانے کے بعد میں نے کہا کہ اب آپ آرام سے سو جائیں اور میں ساری رات آپ کا پہرہ دوں گا۔ میں نے کہا کہ گھر کا دروازہ جو کہ گلی کی طرف ہے کے علاوہ اس چھت سے یہ سیڑھیاں بھی میرے گھر سے باہر سڑک پر جانے کا ذریعہ ہے جس کا کسی کو علم نہیں۔ اگر کوئی گڑ بڑ ہوئی تو اس دروازے کو باہر جانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ربنواز تھکا ہوا تھا گہری نیند سو گیا لیکن ساتھ والی چارپائی پہ میں جاگتا رہا، اس لیے کہ اگر کوئی گڑ بڑ ہو تو اس کا تدارک کیا جا سکے۔ رات کو ایک بجے کے بعد میرے گلی والے دروازے پر

دستک ہوئی۔ میں نیچے آیا اور دروازے کے اندر سے آواز دی تو باہر سے آواز آئی کہ ہم چنیوٹ کے رضا کار ہیں۔ میں نے نام پوچھا، انہوں نے اپنے نام بتائے، میں انہیں جانتا تھا۔ اس لیے دروازہ کھول دیا۔ دونوں رضا کار سرخ وردی میں تھے وہ مجھے جانتے تھے اور انہیں یہ بھی علم تھا کہ ربنواز میرے ہی مکان پر ٹھہرا ہوا ہے۔ مجھے کہنے لگے۔

''ہم فیصل آباد اڈے سے آئے ہیں، وہاں اس کی گرفتاری کے لیے پولیس چکر لگا رہی ہے۔ پولیس ہمارے تعاقب میں بھی ہے لیکن ہم آپ کو صرف یہ کہنے آئے ہیں کہ ربنواز کو فیصل آباد لاری اڈے پر نہ جانے دیں، ہمیں بھی پولیس نے پوچھا ہے کہ ربنواز کہاں ہے؟ ہم نے انہیں کہا ہے کہ ہمیں علم نہیں۔''

یہ کہہ کر رضا کار واپس چلے گئے اور میں پوری رات جاگ کر پہرہ دیتا رہا۔ صبح نمازِ فجر کی اذان سے پہلے میں نے ربنواز کو جگایا اور اُسے ساری صورت حال بتائی اور تاکید کی کہ اب لاہور جانے کے لیے آپ نے رکشہ پر بیٹھ کر لاری اڈے سے آگے دو تین میل کے فاصلہ پر جا کر لاہور کے لیے بس پکڑنی ہے اور اسی طرح لاہور اڈے پر بھی نہیں جانا بلکہ پہلے ہی اتر رکشہ لے کر براہِ راست لاہور ہائی کورٹ جانا ہے۔ اُس نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں لاہور میں میرے ساتھی ہیں میں ان کے پاس جا کر پھر ہائی کورٹ جاؤں گا۔

رضا کار گرفتار ہو گئے:

دوسرے دن میں حالات کا جائزہ لینے کے لیے چنیوٹ گیا تو مشتاق راجھہ نے بتایا کہ صبح سویرے مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے دو رضا کار پچھلی رات گرفتار کر لیے گئے ہیں اور وہ چنیوٹ کی حوالات میں بند ہیں۔ میں پریشان ہو کر سیدھا تھانے کی طرف روانہ ہوا تاکہ تھانیدار سے مل کر ان کا پتہ کیا جائے۔ راستے میں ہی مجھے ملک اللہ دتہ صاحب (ربنواز کے والد) ملے تو انہوں نے گرفتار رضا کاروں کے نام لے کر کہا کہ میں ان کے بارے میں تھانیدار کو کہنے جا رہا ہوں کہ انہیں چھوڑ دیں اور ربنواز کی جگہ مجھے گرفتار کر لیں۔ میں پریشان ہوں کہ کہیں رضا کاروں پر تشدد نہ ہو۔ جواب میں مشتاق راجھہ نے کہا کہ میں نے ملک صاحب کو کہا کہ آپ اس عمر میں کیوں گرفتار ہوں گے میں تھانیدار سے کہوں گا کہ میں ربنواز کا بڑا بھائی ہوں مجھے گرفتار کر لیں اور ان رضا کاروں کو چھوڑ دیں۔ یہ دونوں رضا کار وہی تھے جو رات کو مجھے میرے مکان کے باہر ملے تھے انہیں واپسی پر گرفتار کیا گیا تھا۔ یہ دونوں ملک اللہ دتہ اور مشتاق راجھہ، تھانیدار کو ملے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ گفتگو کے دوران ان دونوں کی تھانیدار کے ساتھ تلخ کلامی بھی ہوئی اور ایک دوسرے کے درمیان اچھی خاصی بحث ہوئی، تھانیدار انہیں مرعوب کرنا چاہتا تھا اور یہ وعدہ لینے پر بضد تھا کہ آپ ربنواز کو تقریر کرنے سے روکیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ تحریک مقدس میں حصہ لینے سے اُسے روک دیں۔ آپ کو سردار صغیر کی طرف سے جو ہدایات ہیں ہم ان کی پروا نہیں کرتے۔ آپ سے جو کچھ ہوتا ہے کر گزریں۔ جب تھانیدار کو معلوم ہوا کہ معاملہ قابو سے باہر ہے تو اس نے دونوں رضا کاروں کو رہا کر دیا۔ رات کو ملک ربنواز بھی واپس آ گیا اور اس نے شہر میں اپنی تقریروں کا سلسلہ جاری رکھا۔

طلباء کا حصہ:

یہ تحریک چونکہ طالب علموں کی طرف سے چلائی گئی تھی اس لیے زیادہ تر اس میں طلباء ہی اہم کردار ادا کر رہے

تھے۔ خصوصی طور پر جماعت اسلامی کی طالب علم تنظیم اسلامی جمعیت طلباء۔ جمعیت علماء اسلام کی طلباء تنظیم جمعیت طلباء اسلام اور مجلس احرار اسلام کی طلباء تنظیم تحریک طلباءِ اسلام نے اس تحریک میں بنیادی اور اہم کردار ادا کیا۔ جاوید ہاشمی، ڈاکٹر فرید پراچہ، انوار گوندل، لیاقت بلوچ، ظفر جمال بلوچ اور ان کے علاوہ کئی دوسرے اہم طلباء جن کا تعلق کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ساتھ تھا' تحریک کے سلسلے میں اچھے خاصے پُر جوش تھے۔ اسی طرح مجلس احرار اسلام کی طلباء تنظیم تحریک طلباءِ اسلام بھی ہر جگہ پورے عزم اور ہمت کے ساتھ تحریک میں ایک فعال کردار ادا کر رہی تھی۔ رب نواز کے علاوہ عباس نجمی مرحوم جو تحریک طلباء اسلام کے جنرل سیکرٹری تھے۔ اسی طرح چیچہ وطنی میں تحریک طلبا کے عبداللطیف خالد چیمہ، لاہور میں شاہد کاشمیری، احمد پور شرقیہ اور اس کے گردونواح میں ارشد بخاری، محمد یوسف سیال مرحوم، ملتان میں سید محمد کفیل بخاری تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے تھے۔

روزنامہ ''نوائے وقت'' کا کردار:

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں روزنامہ ''نوائے وقت'' کا کردار وہی تھا جو ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں روزنامہ ''زمیندار'' کا تھا۔ یہ بھی حیرانی کی بات ہے کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں روزنامہ نوائے وقت انتہائی اور حیران کن حد تک خاموش رہا اور کوئی کردار ادا نہ کیا۔ لیکن ۱۹۷۴ء کی تحریک میں روزنامہ نوائے وقت نے ہر لحاظ سے وہ کسر پوری کر دی۔ جلسوں کی کارروائیوں کو نمایاں انداز میں اپنے اخبار کا حصہ بنایا۔ تحریک کے حق میں اداریے تحریر کیے اور جب معاملہ قومی اسمبلی تک پہنچا تو اس ساری کارروائی کو بھی عوام تک پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ چنیوٹ میں بھی نوائے وقت کے نامہ نگار شہزادہ اکبر نے تحریک کے لیے بہت پر جوش طریقے سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کیا۔ غرضیکہ جہاں ملک بھر کے مسلمانوں نے اس تحریک کے لیے تن، من، دھن کی قربانی سے دریغ نہیں کیا اور حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ عقیدت کا پر زور مظاہرہ کیا، وہیں پر روزنامہ نوائے وقت کے کردار کو بھی داد دینا پڑتی ہے اُس نے بڑے اچھے طریقے سے قادیانیوں کے خطرناک عزائم، پاکستان کی سلامتی کے لیے اُن کی سرگرمیوں کو خطرناک قرار دیتے ہوئے انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبے کی پر زور انداز میں حمایت کی۔ جس سے تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۷۴ء کو تقویت حاصل ہوئی۔

فیصل آباد شہر میں تحریک کا رنگ ڈھنگ:

فیصل آباد شہر کی صورت حال یہ تھی کہ ہر دکان دار نے اپنی دکان پر لکھ دیا کہ قادیانی یہاں سے سامان نہیں خرید سکتے۔ شہر کے در و دیوار پر بینر آویزاں تھے کہ قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ ان سے لین دین ختم کر دیا جائے۔ اسی طرح مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ قادیانیوں کی دکانوں سے سامان نہ خریدیں۔ قادیانیوں کی دکانوں پر پکٹنگ کی گئی نتیجۃً وہ دکانیں بند کرنے پر مجبور ہو گئے۔ غرضیکہ قادیانی حضرات کا گھر سے نکلنا مشکل ہو گیا۔ اور ایسی خبریں ہر روز اخبار کے ذریعے آ رہی تھیں کہ پاکستان کے دیگر شہروں میں بھی یہی صورت حال ہے۔ یہ اس تحریک کی خصوصی بات تھی کہ سوشل بائیکاٹ اپنے پورے عروج پر تھا۔

قادیانیوں کے خلاف پورے ملک کے مسلمانوں کے دل میں نفرت اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ جس سے نہ صرف تحریک کو تقویت حاصل ہوئی بلکہ حکومتِ وقت پر بھی اس بات کا دباؤ روز بروز بڑھتا ہی چلا گیا۔ اس کے علاوہ ہڑتالوں کا

سلسلہ بھی جاری رہا۔ ہر جگہ جلسے اور جلوس معمول کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ گلیوں اور بازاروں میں چھوٹے چھوٹے بچے، قادیانی کافر ہیں کے نعرے بلند کرتے بھلے معلوم ہوتے تھے۔ میں یہ سب کچھ دیکھ کر گہری سوچ میں ڈوب ڈوب جاتا کہ ایک وقت وہ بھی تھا کہ مسلم لیگ والے ہم سے یہ بحث کیا کرتے کہ قادیانی نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ ہم سے بہتر مسلمان ہیں اور آج مسلم لیگ بھی ہماری ہم آواز ہے۔ قوم کے بچے بچے کے لب پہ قادیانی کافر ہیں کا نعرہ دل ودماغ ہی نہیں ایمان کے لیے بھی راحت کا ساماں مہیا کر رہا ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی ذی شعور انکار کی جرأت نہیں کر سکتا کہ ایسی صورت حال پیدا کرنے میں مجلس احرار کے اکابر خصوصاً حضرت امیر شریعت اور ان کے ساتھی احرار رہنماؤں اور احرار رضا کاروں کی انتھک محنت اور عزم وہمت کا بڑا حصہ ہے۔ تحریک کی کامیابی حقیقتاً ہزاروں شہداءِ ختم نبوّت کے خون کا صدقہ ہے۔ وہ وقت بھی تھا کہ جب تنہا مجلس احرار اسلام کی ہی آواز ہر جگہ گونجتی تھی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دو کہ یہ اسلام کے غدار اور وطن کے دشمن ہیں۔ آج تمام جماعتیں احرار کی ہم قدم اور ہم آواز ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر اقبال کا یہ شعر میرے لب پر آجاتا تھا

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب مرے راز داں اور بھی ہیں

صمدانی کمیشن کا قیام:

کل جماعتی مجلس بنی اور تحریک کی مرکزی قیادت نے پرزور مطالبہ کیا کہ حادثۂ ریلوے سٹیشن ربوہ میں مسلمان طلباء پر تشدد کی تحقیق کے لیے عدالتی کمیشن بنایا جائے تا کہ اس کی وجوہات اور محرکات پوری قوم کے سامنے آئیں۔ حکومت نے جسٹس صمدانی کی قیادت میں ایک کمیشن بنا دیا۔ اس کمیشن کے سامنے ملک کی کئی جماعتیں بطورِ فریق پیش ہوئیں۔ مجلس احرار اسلام نے بھی ایک فریق کی حیثیت میں صمدانی کمیشن کے سامنے قادیانیوں کے بارے میں اپنے مؤقف کو پیش کیا۔ مجلس احرار کی طرف سے خاقان بابر ایڈووکیٹ عدالت میں پیش ہو کر یہ فرض ادا کرتے رہے۔ اس سلسلے میں مجلس احرار کی طرف سے ایک طبع شدہ میمورنڈم بھی پیش کیا۔ جس میں قادیانی عقائد، قادیانیوں کی خلاف اسلام اور خلاف پاکستان سرگرمیوں، اسرائیل کے ساتھ اس جماعت کے رابطے، اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور وہ مسلمان جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے اُن کے خلاف قادیانیوں کے انتہائی غلیظ اور انتہائی قابل مذمت الفاظ جو تحریری شکل میں قادیانیوں کی کتابوں کا حصہ تھے نیز جہاد کے خلاف بلادِ اسلامیہ میں انگریز کی ایما پر سرگرمیوں کا بھی بڑی تفصیل سے ذکر کیا تھا۔ یہ ایک تحریری دستاویز تھی جو مجلس احرار کی طرف سے صمدانی کمیشن کے سامنے پیش کی گئی۔

جسٹس صمدانی کی چناب نگر (ربوہ) میں آمد:

اسی سلسلے میں ایک روز جسٹس صمدانی چناب نگر بھی تشریف لائے۔ مجھے معلوم تھا اس لیے میں بھی چناب نگر پہنچا اور صمدانی صاحب کے ساتھ کئی دوسرے لوگ بھی تھے۔ احرارِ اسلام کے خاقان بابر جو مولانا اظہر علی اظہر کے بیٹے تھے وہ بھی صمدانی صاحب کے ساتھ تھے۔ خاقان بابر صاحب سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے مجھے کہا کہ میرے والد مجھے کہا کرتے تھے:

''۱۹۵۳ء کی تحریک میں، مجلس احرار کی منیر انکوائری کمیشن کے سامنے وکالت میں نے کی تھی اور میں تجھے اس لیے وکیل بنا رہا ہوں کہ اگر کل کو کہیں کسی ایسے موقع پر احرار کی وکالت کرنے کی ضرورت ہو تو یہ فریضہ تم ادا کرو گے۔ یہ میری

تمھیں نصیحت ہے اور میں آج اسی نصیحت پر عمل کر رہا ہوں۔''

جسٹس صمدانی ایوان محمود کے سامنے اپنی کار سے اترے تو انھوں نے قادیانیوں سے کہا کہ میں آپ کے دفاتر کا معائنہ کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انھیں ایک بہت بڑے ہال میں لے جایا گیا، جہاں پر میز اور کرسیوں پر کئی قادیانی حضرات اپنا اپنا کام کر رہے تھے۔ یہ بڑا ہال ایک بہت بڑے سیکر ٹیریٹ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ جسٹس صمدانی نے اندر داخل ہوتے ہی ایک نظر اس ہال کے در و دیوار پر دوڑائی۔ جہاں مرزا غلام احمد اور مرزا بشیر الدین کی تصویریں آویزاں تھیں، اس کمرے میں ایک دیوار کے ساتھ قادیانیوں کا ایک پرچم بینر کی صورت میں آویزاں تھا۔ اس پر سب سے پہلا سوال صمدانی صاحب نے یہ کیا کہ ''میں یہاں پر آپ کے بڑوں کی تصویریں تو دیکھ رہا ہوں۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ آپ کے اتنے بڑے دفتر میں نہ تو بانی پاکستان محمد علی جناح کی کوئی تصویر ہے اور پھر آپ کی جماعت کا پرچم تو یہاں پر آویزاں ہے لیکن پاکستان کا پرچم کہیں نہیں دیکھ رہا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس پر قادیانی پریشان ہوئے، کہنے لگے کہ قائد اعظم کی تصویر تو اندر رکھی ہے، ذرا خراب ہوگئی تھی اس لیے اتاری گئی اور پرچم بھی ہے۔ لیکن آویزاں نہیں ہے۔ جواب میں جسٹس صمدانی نے کہا کہ رہنے دیجیے میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔ اس کے بعد یہ بھی ہوا کہ جسٹس صمدانی نے پانی مانگا۔ قادیانی جلدی جلدی ایک جگ میں پانی اور ساتھ گلاس لے آئے۔ جسٹس صمدانی نے قادیانیوں کا پانی پینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرا پانی میرے ساتھ ہے۔ اسی دوران ان کا ڈرائیور جسٹس صاحب کی کار سے پانی لے آیا جو انھوں نے وہیں کرسی پر بیٹھ کر پیا۔ اس کے بعد صمدانی صاحب نے ایک جگہ کا معائنہ کیا اور دیکھا ایک حوالات بنی ہوئی ہے۔ انھوں نے پوچھا کہ یہ حوالات کیوں بنائی گئی ہے۔ جواب تھا کہ ہم اپنے جھگڑوں کا خود فیصلہ کرتے ہیں اور اگر کسی کو ضرورت پڑے تو اسے حوالات میں بند کر دیتے ہیں۔ جسٹس صمدانی صاحب اس پر مسکرائے اور کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ آپ کو پاکستان کی عدالتوں پر یقین نہیں ہے۔ اس کے بعد جسٹس صاحب مرزا مبارک کے دفتر گئے، میں بھی ساتھ تھا اور دوسرے کئی لوگ اور خاقان بابر بھی ساتھ تھے۔ مرزا مبارک جس کی حیثیت یوں سمجھئے کہ قادیانی کابینہ میں وزیر خارجہ کی تھی، اس کا کمرہ بڑا ہی لمبا تھا۔ کمرے میں داخل ہونے والا کافی فاصلہ طے کر کے اس جگہ پر پہنچتا تھا جہاں مرزا مبارک جلوہ افروز تھے۔ مجھے یہ کمرہ دیکھ کر اٹلی کے آمر مسولینی کا کمرہ خیال میں آ گیا، جس کے بارے میں کتابوں میں تحریر ہے آنے والے شخص کو مرعوب کرنے کا یہ بھی ایک طریقہ تھا۔ جسٹس صمدانی بھی اچھے خاصے فاصلے کو طے کر کے مرزا مبارک تک پہنچے۔ میں اس وقت ذرا فاصلے پر تھا لیکن میں نے دیکھا کہ جسٹس صمدانی کی آمد پر مرزا مبارک نہ تو اپنی کرسی سے اٹھا اور نہ ہی اس نے کوئی ایسا تاثر دیا کہ وہ کسی جسٹس سے ملاقات کر رہا ہے۔ بہر حال جسٹس صاحب اور مرزا مبارک کے درمیان کیا باتیں ہوئیں مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر جب جسٹس صاحب باہر سڑک پر آئے تو خاقان بابر نے اُن سے کہا کہ ''میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قادیانیوں کا قبرستان دکھاؤں، اگر آپ میری گزارش پر وہاں چلیں تو آپ کو کئی قابل اعتراض تحریریں ان کے خلیفہ اور مرزا غلام احمد کے خاندان کی قبروں پر لکھی دکھانا چاہتا ہوں۔''

اس پر جسٹس صمدانی نے کہا کہ ہاں مجھے کوئی اعتراض نہیں، قبرستان بھی چلتے ہیں۔ یہاں سے جسٹس صمدانی پیدل ہی قادیانیوں کے قبرستان تک گئے اور داخل ہوتے ہی وہاں ایک قادیانی نے جسٹس سے ملاقات کرتے ہوئے کہا کہ میرا نام...... جو تھا وہ اس نے بتایا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں:

''مولانا محمد علی جوہر کا بھتیجا ہوں اور میرا باپ ذوالفقار علی گوہر ہے جس کی یہ قبر ہے وہ احمدی ہو گئے تھے۔
جسٹس صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا کہ اچھا ایسا بھی ہوا تھا؟''

مرزا بشیر الدین کی قبر دکھائی گئی۔ امیر المومنین کے القاب پر توجہ دلائی گئی، پھر یہ تحریر بھی دکھائی گئی کہ انھیں یہاں امانتاً دفن کیا گیا ہے موقع ملتے ہی انھیں قادیان لے جایا جائے گا اور وہاں پر دفن کیا جائے گا۔ پھر کہیں ''اُم المومنین'' کی تحریر اور کہیں ''قمر الانبیاء'' کی تحریر کی طرف خاقان بابر نے جسٹس صاحب کی توجہ دلائی اور کچھ باتیں بھی خاقان بابر اور صمدانی صاحب کے درمیان ہوئیں اور اس کے بعد جسٹس صمدانی واپس چلے گئے۔ صمدانی صاحب کی وجہ سے مجھے بھی یہ دیکھنے کا موقع مل گیا کہ اندر کیا کیا ہے اور یہاں پر کیا ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر میرا یہ تاثر مزید مضبوط ہوا کہ ربوہ کی حد تک قادیانی ایک الگ ریاست ہے اور یہاں پر وہ سب کچھ موجود ہے جو ایک ریاست کو چلانے کے لیے ہونا چاہیے، ان کی اپنی عدالتیں ہیں، علیحدہ سیکرٹیریٹ ہے۔ حوالات ہے، اپنا کوتوال شہر ہے جس کے تحت ان کی اپنی رضا کارانہ تنظیم ہے جو وہی فرائض سرانجام دیتی ہے جو ایک ریاست میں پولیس۔ ریاست کے اندر ایک منظّم ریاست اپنے انداز میں کام کر رہی ہے۔ جو ہر لحاظ سے قابلِ مذمت خلاف آئین ہے۔

مرکزی کابینہ کے اہم اجلاس:

۲۳ اور ۲۴ / جون ۱۹۷۴ء کو مری میں مرکزی کابینہ کے اہم اجلاس ہوئے۔ پہلا اجلاس جو ۲۳ تاریخ کو ہوا، اس کا دورانیہ آٹھ گھنٹے تھا۔ جس سے اجلاس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اجلاس کی صدارت خود وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کی۔ ربوہ میں ہونے والے واقعے اور اس کے بعد ملکی حالات پر بڑی تفصیل سے بات ہوئی۔ اجلاس میں قومی اسمبلی کے سپیکر صاحبزادہ فاروق علی، اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار، وفاقی وزراء، پنجاب کے اس وقت کے وزیر اعلیٰ حنیف رامے، سابق وزیر اعظم مسٹر معراج خالد، وزارت داخلہ کے اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔ مختلف اداروں کی پیش کردہ رپورٹوں پر غور کیا گیا۔ پاکستان میں امن و امان کی صورت حال بھی زیر بحث آئی۔ قادیانی مسئلہ بڑی تفصیل کے ساتھ اس اجلاس میں پیش کیا گیا۔ اس مسئلے کے حل کے لیے بھی مختلف تجاویز پیش کی گئیں، ان تجاویز میں ایک یہ بھی تھی کہ کیوں نہ بجٹ اجلاس کے بعد اس قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی میں پیش کر دیا جائے۔ ایسے اجلاس کی قانونی حیثیت کو پیش نظر رکھنے کے لیے ہی تو قومی اسمبلی کے سپیکر فاروق علی اور اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار اجلاس میں موجود تھے۔ قومی اسمبلی کے اجلاس کا جائزہ لینے کے لیے سپریم کورٹ اور اسلامی نظریاتی کونسل سے رابطہ کرنے پر بھی غور کیا گیا۔ اس سلسلے میں فرداً فرداً اراکین اسمبلی سے مشاورت کی تجویز بھی زیر غور آئی۔ آئندہ اقدام کے لیے جلد فیصلہ کرنے کا ارادہ بھی ظاہر کیا گیا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے آئین میں ترمیمی بل پیش کرنے کے بارے میں بھی غور کیا گیا۔ اس اجلاس میں جن وفاقی وزرا نے شرکت کی، ان کے نام اخبارات میں درج ذیل تھے۔ مولانا کوثر نیازی وزیر نشریات و اطلاعات، وزیر قانون و پارلیمانی امور عبدالحفیظ پیرزادہ، وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خان، وزیر تجارت و پیداوار جے۔ اے رحیم، کے علاوہ اہم شخصیات میں پارٹی کے ڈپٹی سیکرٹری خورشید حسن میر، وزارت صحت کے وزیر رانا محمد حنیف، وزیر اعظم کے خصوصی مشیر مسٹر یوسف بُچہ فیروز قیصر، خدا بخش بُچہ اور محمد حیات تمن۔ یہ اجلاس میونسپل ہال مری میں ہوا۔

۲۴؍جون ۱۹۷۴ء میں شائع ہونے والی رپورٹ:

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مسئلہ پر اعلیٰ اجلاس آج دوسرے دن بھی جاری رہا۔ جس کی صدارت وزیر اعظم نے کی۔ اجلاس میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔ خاص طور پر اس کے ملکی اور غیر ملکی پہلوؤں پر خصوصی توجہ دی گی۔ آج اس مسئلہ پر بخوبی غور کر لیا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس مسئلے کو مسلمانوں کی اُمنگوں اور عقائد کے مطابق حل کرنا چاہتی ہے۔ اجلاس میں اس پر اطمینان کا اظہار کیا گیا کہ امن وامان کے مسئلہ پر قابو پا لیا گیا ہے۔ اجلاس میں حالات کو مزید بہتر بنانے کے لیے متعدد اقدامات پر بھی غور کیا گیا۔ دریں اثنا معلوم ہوا ہے کہ پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی سے بھی وزیر اعظم نے اس مسئلہ پر تبادلہ خیال کیا۔ (روزنامہ مشرق لاہور، ۲۵؍جون ۱۹۷۴ء)

یہاں پر یہ بات بھی تحریر کرنا ضروری ہے کہ آزاد کشمیر اسمبلی نے مجاہد اوّل سردار عبدالقیوم خان کے دور حکومت میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا اور تحریک کے دوران صوبہ سرحد کی اسمبلی نے بھی ایک قرارداد پاس کر دی تھی کہ جس میں مرکزی حکومت سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

۲۶؍جون کی اخباری رپورٹ کے مطابق قادیانی مسئلہ پر اسلامی ممالک سے بھی رائے طلب کی گئی۔ تمام عرب ممالک اور افریقہ کے اسلامی ممالک ان میں شامل ہیں۔ اردن اور لیبیا کی حکومت نے پاکستانی حکومت کو آگاہ کر دیا کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی حمایت کرتے ہیں، بعض اسلامی ممالک نے یہ تک کہا کہ وہ اسرائیل کے اندر قادیانی مشن کی موجودگی کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور عالم اسلام کے لیے اسے شدید خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ حکومت نے اعلان کیا کہ حکومت قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی میں پیش کرتے ہوئے پورے اسلامی ممالک کے احساسات کا خیال رکھے گی۔

پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کی قرارداد (۲۸؍جون)

سرحد اسمبلی کے بعد پنجاب اسمبلی میں بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی گئی۔ جس پر ستر اراکین اسمبلی کے دستخط تھے۔ سپیکر اسمبلی شیخ رفیق احمد نے اس قرارداد کو جس پر حزب اقتدار کے اراکین کے بھی دستخط تھے کو زیر بحث لانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ قائدِ حزبِ اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے اس کی مذمت کی۔ سید تابش الوری نے بھی وزیر اعلیٰ حنیف رامے جو کہ اجلاس میں موجود تھے پر سخت تنقید کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ قرارداد کو زیر بحث لایا جائے، یہ مسئلہ ایمان اور عقیدے کا ہے۔

حاجی سیف اللہ نے بھی تقریر کرتے ہوئے سپیکر سے کہا کہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس کارروائی کے دوران پنجاب اسمبلی میں ختمِ نبوّت زندہ باد کے نعرے بھی بلند ہوتے رہے۔ لیکن قرارداد پیش نہ ہوسکی اور حزب اختلاف اور کچھ اراکین حزب اقتدار کے بھی احتجاج کرتے ہوئے اسمبلی سے واک آؤٹ کر گئے۔ یہ تھے وہ حالات جن کی وجہ سے بالآخر مرکزی حکومت کو قادیانیوں کا مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کرنا پڑا اور یہ بات اس کا بیّن ثبوت ہے کہ عوامی دباؤ اس سلسلے میں اتنا شدید تھا کہ حکومت وقت اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ حالات کہہ رہے کہ:

چلو اس عزم سے اب منزلِ حق کی جانب راستے کانپ اٹھیں گرمیٔ رفتار کے ساتھ

جاری ہے

منصور اصغر راجہ
(آخری قسط)

سابق قادیانی مربی محمد نذیر کی کہانی ـــــ ان کی اپنی زبانی

دورِ طالب علمی میں جب جامعہ احمدیہ میں ہمارے ہم جماعت ساتھی، سعید نے جامعہ کے پرنسپل پر جنسی تشدد کا الزام لگایا تو ہم نے سعید کو جی بھر کے گالیاں دی تھیں۔ فیلڈ میں آنے کے بعد بھی اس طرح کے کچھ واقعات میرے علم میں آئے، لیکن میں انہیں اکا دکا لوگوں کا ذاتی فعل سمجھتا رہا۔ تاہم جب میں جماعت کے اعلیٰ حلقوں کے قریب ہوا تو مجھ پر یہ راز کھلا کہ یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ اخلاقی گراوٹ اور پستی کے ایسے ایسے واقعات سامنے آئے کہ عقل دنگ رہ گئی۔ ظاہری طور پر جو لوگ ہمیں فرشتوں سے بھی افضل نظر آتے تھے، باطنی طور پر وہ ابلیس کو بھی مات دیتے دکھائی دیئے۔ مرزا خلیل قمر چناب نگر کی مشہور علمی شخصیت ہیں۔ قادیانی خواتین کی اصلاح و تربیت کے لیے چھپنے والے جماعت احمدیہ کے رسالے ''مصباح'' کے ایڈیٹر ہیں۔ ان کے علم و فضل کے بارے میں ایک بار خلیفہ رابع، مرزا طاہر نے کہا تھا کہ اگر کتابوں سے بھرے ہوئے پانچ سوٹرک ایک طرف ہوں اور مرزا خلیل قمر دوسری طرف، تو مرزا خلیل قمر کا پلڑا بھاری ہوگا۔ ''انصار اللہ'' کی تاریخ بھی انہی صاحب نے لکھی۔ لیکن اس عالم فاضل شخص کا اپنا کردار یہ ہے کہ اخلاقی بے راہ روی موصوف کا من پسند مشغلہ ہے۔ اسی عادتِ بد کے ہاتھوں ایک دفعہ بہت بُرے پھنسے بھی تھے۔ یہ 2007ء کی بات ہے کہ انہوں نے ایک لڑکے سے زیادتی کی۔ متاثرہ لڑکے کے اہل خانہ پولیس کے پاس پہنچ گئے۔ مرزا خلیل نے جب بات بگڑتی دیکھی تو متاثرہ فریق کو ایک لاکھ 65 ہزار روپے دے کر راضی نامہ کر لیا۔ ان میں سے 65 ہزار روپے الائیڈ بینک چناب نگر برانچ کے اکاؤنٹ سے ٹرانسفر کئے گئے اور باقی رقم نقد ادا کی گئی۔ راضی نامے کا اسٹامپ پیپر دو گواہوں کے روبرو لکھا گیا جواب بھی محفوظ پڑا ہے۔ اگر مرزا خلیل قمر پسند فرمائیں تو وہ ان کی خدمت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ محمد بخش صادق جماعت احمدیہ کے سابق امیر اعلیٰ پاکستان ہیں۔ ان کے پاس جماعت کی کئی ذمہ داریاں ہیں۔ ناظم وقف جدید، ناظم تحریک جدید، ناظم خدمت درویشاں کے علاوہ جماعت احمدیہ کینیڈا کے امیر بھی رہے ہیں۔ نوجوان لڑکیوں سے اپنی ٹانگیں دبوانا، نو عمر لڑکوں سے زیادتی اور جماعتی اثاثوں کا بے دریغ ناجائز استعمال ان کے خاص شوق ہیں۔ سابق مینیجر یو بی ایل نسیم سیفی گزشتہ بیس سال سے چناب نگر کے محلّہ دارالرحمت غربی کے صدر ہیں۔ وہ مالی تعاون کے بدلے غریب خواتین کے استحصال کا کوئی موقعہ ضائع جانے نہیں دیتے۔ سید مبارک شاہ بھی جماعت کے بڑے بااثر اور مرکزی مبلغ ہیں۔ یہ سندھ میں میرے پیشرو تھے۔ جب میری وہاں پوسٹنگ ہوئی تو میں نے انہی سے چارج لیا تھا۔ جماعت کے اندرونی حلقوں میں موصوف کو کرپشن کا بادشاہ اور جعلی بیعت کرانے کا ماہر سمجھا جاتا ہے۔ جھنگ کے رہائشی ڈاکٹر اللہ بخش صادق آج کل چناب نگر کی کالونی ''بیت الحمد'' میں رہتے ہیں۔ اندرون سندھ اپنی تعیناتی کے دوران انہوں نے کئی ہندو لڑکیوں کی عزت لُوٹی۔ احسان اللہ چیمہ جماعت احمدیہ صوبہ سندھ کے ناظم ہیں۔ خالد محمود سندھو ایک سپیشلسٹ مربی ہیں جنہوں نے جامعہ احمدیہ چناب نگر سے سات سالہ ''شاہد'' کورس کیا ہوا ہے۔ خالد سندھو اور احسان چیمہ جامعہ میں کلاس فیلو اور گہرے دوست تھے۔ احسان چیمہ کی جب منگنی ہوئی تو وہ اپنی منگیتر سے ملنے کبھی کبھی اپنے سسرال جایا کرتے، تو خالد سندھو

بھی ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ یہ دونوں بھی پرلے درجے کے بدقماش ہیں۔اس طرح کے کئی واقعات جب میرے علم میں آئے تو میرے دل میں قائم تقدیس، تکریم اور عقیدت کا تاج محل مسمار ہونے لگا۔لیکن مولوی محمد دین کے بارے میں انکشافات اندھی عقیدت کے اس تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئے۔مولوی محمد دین جماعت احمدیہ کے خلیفہ رابع مرزا طاہر کے استاد ہیں۔موصوف بھی ایک عادتِ بد میں مبتلا ہیں۔ان سے ''مستفید'' ہونے والوں میں احسن گوندل، افتخار شاکر، عبد الحفیظ، نوید اور محسن گلو کا نام زیادہ آتا ہے۔میں اس ساری صورتحال سے اس قدر بددل ہوا کہ میں نے 2003ء میں ان تمام واقعات کے تذکرے پر مبنی آٹھ صفحات پر مشتمل ایک خط اُس وقت کے امیر جماعت احمدیہ پاکستان، مرزا خورشید کو بذریعہ ٹی سی ایس ارسال کیا۔لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔پندرہ یوم تک جواب کا انتظار کرنے کے بعد میں نے ان سے فون پر رابطہ کیا اور اپنے خط کے بارے میں پوچھا کہ کیا ان افراد کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔تو انہوں نے جواباً کہا کہ'' آپ ایک پاگل انسان ہو، اس لیے آپ کے خط پر کسی قسم کا عمل نہیں ہوسکتا''۔امیر جماعت کا یہ جواب سننے کے بعد میں نے جماعت سے علیحدگی کے لیے اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کرنا شروع کر دیا۔

مجھے بچپن سے ہی سکن الرجی تھی۔جسم پر خارش کی وجہ سے میں ہر وقت پریشان رہتا۔بہت علاج کرایا۔بڑی مہنگی دوائیں اور کریمیں استعمال کیں لیکن کوئی فرق نہ پڑا۔اسلامیہ ہائی سکول جھنگ میں ہمارے ایک استاد ماسٹر عبدالحق صاحب ہوا کرتے تھے جو ہمیں دسویں جماعت میں پڑھایا کرتے تھے۔متقی مسلمان ہیں اور ماشا اللہ ابھی بقید حیات ہیں۔مجھے ان سے بہت انسیت ہے۔میں جب بھی جھنگ جاتا تو ان کی خدمت میں ضرور حاضری دیتا۔وہ میرے خاندانی و مذہبی پس منظر سے بخوبی واقف ہونے کے باوجود میرے ساتھ بے حد محبت کرتے ہیں۔جن دنوں میں جماعت سے علیحدگی کے بارے میں سوچ رہا تھا تو ایک روز ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔دوران گفتگو میں نے اپنی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ان سے دعا کے لیے درخواست کی تو فرمانے لگے کہ'' میں تمہارے لیے دعا تو ضرور کروں گا لیکن تم ایک کام کرو۔ چالیس روز تک روزانہ ہر رات اپنی عبادتگاہ میں کچھ وقت اللہ کی یاد میں گزارا کرو اور اس دوران اللہ سے یہ التجا کیا کرو کہ اے میرے رب، اگر تُو نے مجھے اس بیماری سے شفاء دے دی تو میں مرتے دم تک تیرا فرمانبردار بن کر رہوں گا''۔میں نے ماسٹر صاحب کی اس ہدایت پر عمل شروع کر دیا۔ان دنوں میں ذہنی طور پر پریشان ہونے کی وجہ سے ویسے بھی تنہائی کی تلاش میں رہتا تھا۔ماسٹر صاحب کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے تیس روز گزر چکے تھے۔اُس رات میں منڈی بہاء الدین کے موضع '' رجوعہ'' میں ایک دوست کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔حسب معمول رات کے وقت عبادتگاہ میں بیٹھا تھا کہ بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی۔میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کوڑھ ہوگیا ہے، میرا سارا جسم گل سڑ رہا ہے اور اپنی اس حالت کی وجہ سے میں زاروقطار رو رہا ہوں۔اتنے میں خواب میں ہی مجھے ایک انتہائی پُرنور باریش چہرہ نظر آیا۔ایسا حسین وجمیل چہرہ میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔اس شخصیت نے مجھ سے پوچھا کہ آپ رو کیوں رہے ہو۔میں نے روتے ہوئے جواباً عرض کیا کہ میری جو حالت ہے، کیا یہ ہنسنے کے قابل ہے؟۔۔۔میرا جواب سن کر اس چہرے پر بڑی خوبصورت مسکراہٹ جگمگائی اور پھر انہوں نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔پھر مجھے کہا کہ'' تمہاری بیماری ختم ہوجائے گی۔آئندہ کوئی دوائی استعمال

نہ کرنا اور اب فرمانبردار ہو جاؤ''۔اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی اور میرے دل میں پہلا خیال یہ آیا کہ اب مجھے تائب ہو جانا چاہئے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ وہ دن اور آج کا دن، مجھے دوبارہ کبھی بھی خارش کی تکلیف نہیں ہوئی۔ میں نے تمام دوائیں اور کریمیں پھینک دیں۔اب کبھی سکن الرجی کیلئے دوا استعمال نہیں کی۔ یہ 2006ء کی بات ہے۔

جب جماعت کے کچھ سرکردہ لوگوں کی اخلاقیات سے گری ہوئی حرکتوں کے متعلق میرے خط کے جواب میں امیر جماعت احمدیہ پاکستان مرزا خورشید نے مجھے پاگل قرار دیا تو یہ بات میرے لیے کسی شاک سے کم نہ تھی۔ میں کئی روز تک اس صدمے سے باہر نہ نکل سکا کیونکہ اپنی بہترین کارکردگی کی وجہ سے میں جماعت کے اعلیٰ ترین حلقوں میں بے حد پسند کیا جاتا تھا۔ مجھ پر جماعتی قیادت کے اعتماد کا یہ عالم تھا کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور وٹو کے والد نے فضل عمر ہسپتال چناب نگر میں جب زندگی کی آخری سانس لی تو اُس وقت ان کا سر میری گود میں تھا کیونکہ وہ جتنے دن ہسپتال میں زیر علاج رہے، ان کی دیکھ بھال اور خدمت کے لیے جماعت نے مجھے ان کے ساتھ متعین کیے رکھا۔ سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر جب ابھی گورنر نہیں بنے تھے، اس وقت بھی جماعت کے اعلیٰ سطحی وفود مختلف درپیش مسائل پر تبادلہ خیال کے لیے اکثر ان سے ملاقاتیں کیا کرتے۔ اور سلمان تاثیر ان مسائل کے حل کے لیے، جماعت کی ہر طرح سے معاونت کیا کرتے تھے۔ اس طرح کے کئی وفود میں، میں بھی شامل رہا اور مجھے متعدد بار سلمان تاثیر سے ملاقات اور ان کے ساتھ کھانا کھانے کا موقعہ ملا۔ لیکن آج جب میں نے کچھ لوگوں کی اخلاقی گراوٹ کی طرف انگلی اٹھائی تو جماعتی قیادت کی نظر میں پاگل ٹھہرا۔ اس صورتحال کی وجہ سے اپنے کام سے میرا دل اچاٹ ہو گیا اور میں خود کو جماعت چھوڑنے کے لئے ذہنی طور پر تیار کرنے لگا۔ اس بات کا تو مجھے بھی یقین تھا کہ اگر جماعت کا امیر ہی میری بات پر توجہ نہیں دے رہا تو ایک عام قادیانی میری بات پر کیسے یقین کرے گا۔ اس لئے میں نے مربی کی ذمہ داری سے جان چھڑانے کے لئے بھی سوچ بچار شروع کر دی۔ اس سلسلے میں پہلا قدم یہ اٹھایا کہ جماعت سے تین سال کی رخصت مانگی جو Without Pay کی شرط کے ساتھ منظور کر لی گئی۔ چھٹی منظور ہوتے ہی میں نجی دورے پر ملائشیا چلا گیا۔ اور پھر 2003ء سے 2005ء تک میں ملائشیا، سنگا پور، تھائی لینڈ اور سری لنکا میں رہا۔ اس دوران زندگی کی گاڑی چلانے کے لئے مختلف مزدوریاں بھی کیں۔ اصولاً بیرون ملک سے واپسی کے بعد مجھے دوبارہ مربی کی ڈیوٹی جوائن کرنی چاہئے تھی لیکن میں چونکہ یہ کام چھوڑنے کا فیصلہ کر چکا تھا، اس لئے اپنی ڈیوٹی پر واپس جانے کی بجائے نوکری کی تلاش شروع کر دی۔ چندروز بعد ہی مجھے ہومیو پیتھک ادویات کی ڈسٹری بیوشن کمپنی ''کیوریٹو ہومیو پیتھک'' میں جاب مل گئی جس کے مالک موجودہ ناظر امور عامہ سلیم الدین کے برادر نسبتی راجہ رشید احمد رشدی ہیں۔ یہ صاحب اپنے آپ کو رشدی کہلوا کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ میں نے یہاں کام شروع کر دیا اور دوسری طرف جماعت نے ڈیوٹی پر واپس پہنچنے کا تقاضا شروع کر دیا۔ اس سلسلے میں مجھے جماعت کی طرف سے متعدد بار تنبیہ بھی کی گئی اور بطور مربی کام کرنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن جب میری طرف سے کوئی مثبت جواب نہ ملا تو جماعت نے مجھے مربی کی ذمہ داری سے فارغ کرتے ہوئے تمام میڈیکل کارڈز، پاسپورٹ اور دیگر ضروری کاغذات مجھ سے واپس لے لئے۔ اس کے ساتھ ہی ''کیوریٹو ہومیو پیتھک'' کی نوکری سے بھی مجھے جواب مل گیا۔ اب حالت یہ ہو گئی کہ نئی نکور لینڈ کروزر پر گھومنے والا نذیر اپنا گھر چلانے کے لئے رکشہ چلانے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ سوچ سوچ کر

خوش ہوتا رہا کہ میں تو جماعت اور مربی کی ذمہ داری سے الگ ہونے کے بہانے ڈھونڈ رہا تھا، چلو اچھا ہوا کہ جماعت نے خود ہی میری جان چھوڑ دی۔ لیکن یہ میری خوش فہمی تھی کیونکہ جماعت احمدیہ تو قیادت سے اختلاف رائے کی جرات کرنے والے کسی عام قادیانی کو معاف نہیں کرتی، یہاں تو لاکھوں روپے صرف کر کے تیار کیا جانے والا ایک مربی جماعت سے بغاوت کی جرات کر رہا تھا، جماعت اسے ٹھنڈے پیٹوں کیسے برداشت کر لیتی۔

چونکہ میں کاروباری ذہن کا مالک ہوں، اس لئے چند روز اِدھر اُدھر چھوٹی موٹی مزدوری کرنے کے بعد میں نے کوئی کاروبار کرنے کا سوچا۔ اب میں ایسا کاروبار تو کر نہیں سکتا تھا کہ جس کے لئے بھاری سرمایہ انویسٹ کرنا پڑے کہ سرمایہ کہاں سے لاتا۔ البتہ بات کرنے کا سلیقہ بھی تھا اور خوش اخلاقی کا دس سالہ تجربہ بھی تھا، میں نے ان دونوں صلاحیتوں سے کام لینے کا فیصلہ کیا اور چنیوٹ میں بطور مڈل مین گنے کی ٹھیکیداری شروع کر دی۔ اللہ نے برکت دی اور میرا کام چل نکلا۔ اسی دوران میرے اندر ایک اور تبدیلی بھی آئی۔ اگر چہ میں سکن الرجی سے شفایابی والا خواب دیکھنے کے بعد دل سے اسلام کی حقانیت پر ایمان لا چکا تھا لیکن ابھی علی الاعلان قادیانیت سے تائب نہیں ہوا تھا۔ البتہ جماعت سے میں نے عملاً علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ چناب نگر میں رہتے ہوئے بھی نہ تو میں جماعت کی مذہبی تقریبات میں شرکت کرتا اور نہ ہی جماعت کو چندہ دیتا۔ علاقے کے مسلمانوں کے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا زیادہ ہو گیا۔ بلکہ میں اکثر ان کی مسجد میں بھی چلا جاتا۔ جماعت میری سرگرمیوں کو واچ کر رہی تھی جس کا پتہ مجھے ایسے چلا کہ جب ایک روز مجھے صدر دفتر عمومی طلب کر کے کہا گیا کہ ''آپ کی حرکات ٹھیک نہیں ہیں۔ آپ اس پر توجہ دیں ورنہ آپ کو اس کے سنگین نتائج بھگتنا پڑ سکتے ہیں''۔ میں نے اس دھمکی کا جواب اس طرح دیا کہ چناب نگر والا گھر چھوڑ کر قریبی پہاڑی کے دامن میں سرکاری اراضی پر ایک کچا کمرہ بنایا اور بیوی کے ہمراہ وہاں رہنے لگا اور پوری توجہ اپنے کاروبار پر مرکوز کر دی۔

وہ 7 جنوری 2007ء کی صبح تھی۔ گھڑی غالباً سات بج کر چالیس منٹ بجا رہی تھی۔ میں اپنی چھ سالہ بیٹی عروسہ نذیر کو راجیکی روڈ پر واقع اس کے سکول ''ٹوئنکل سٹار اکیڈمی'' چھوڑنے کے لئے گھر سے نکلا۔ ہم باپ بیٹی موٹر سائیکل پر جا رہے تھے، جب راجیکی روڈ پر چڑھے تو پیچھے سے آنے والی ایک 86 ماڈل کرولا کار میں سے کسی نے آواز دی ''ٹھیکیدار صاحب ذرا رکنا''۔ میں یہ سمجھا کہ شاید کوئی مقامی زمیندار ہے جو گنے کی فصل کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے موٹر سائیکل روک لی۔ میرے رکتے ہی کار میں سے تین نامعلوم مسلح افراد نکلے۔ انہوں نے مجھ سے میری بیٹی اور موٹر سائیکل چھینی، میری جیب میں موجود تین ہزار روپے نکالے اور چلتے بنے۔ میں نے تھانہ چناب نگر اطلاع دی تو پولیس نے بچی کی بازیابی کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ چند روز گزر گئے لیکن بچی نہ مل سکی۔ اسی دوران نامعلوم نمبرز سے مجھے کالیں آنے لگیں۔ لیکن حیرت کی بات یہ تھی کی کال اُس وقت آتی جب میں تھانے آتا۔ تھانے سے باہر نکلتے ہی میرا موبائل فون بجنے لگتا اور کسی نامعلوم نمبر سے کال کرنے والا شخص مجھے کہتا؛ ''تھانے سے ہو آئے ہو، اچھی بات ہے لیکن کیا اس طرح تمہیں تمہاری بیٹی مل جائے گی۔ تم نے بہت کاروبار کر لیا ہے۔ اب اگر اپنی بیٹی کو زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو اس میں سے ہمارا بھی کچھ حصہ نکالو''۔ وہ لوگ چند روز تک اسی طرح میرے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتے رہے اور پھر ایک روز انہوں نے مجھ سے بیٹی کے بدلے

50لاکھ روپے تاوان مانگ لیا۔میرے منت سماجت کرنے پر 20لاکھ روپے میں معاملہ طے ہوا۔لیکن میرے لئے یہ بھی بہت بڑی رقم تھی۔میں اتنے پیسے کہاں سے لاتا۔چونکہ گنے کا سیزن چل رہا تھا۔کئی زمینداروں کے بل میرے پاس پڑے تھے۔میں نے انہیں منت سماجت کر کے اس بات پر راضی کیا کہ اگر وہ مجھے اپنی رقم استعمال کرنے کی اجازت دیں تو انہیں میں چند روز ٹھہر کرادائیگی کر دوں گا۔کچھ قریبی دوستوں سے ادھار پیسے پکڑے اور اس طرح کر کرا کے 20لاکھ روپے جمع کئے۔اغوا کاروں نے تاوان کی ادائیگی کے لئے مجھے رات ایک بجے فیصل آباد کے علاقے ستیانہ بنگلہ میں جھامرہ روڈ پر واقع چک نمبر 238 گ ب شیر کا، کے قریب سے گزرنے والی نہر کے پُل پر بلایا۔تاوان وصول کرنے کے بعد انہوں نے مجھے کہا کہ اگلے روز دوپہر کے وقت چناب نگر ریلوے سٹیشن پر آنے والی ایک ٹرین کے ڈبے سے مجھے میری بیٹی مل جائے گی۔اگلے روز ایسا ہی ہوا اور چھ روز بعد مجھے میری بیٹی مل گئی۔بچی بازیاب ہوتے ہی چناب نگر کی پولیس حرکت میں آئی اور مجھے میرے گھر سے اٹھا کر تھانہ چناب نگر کی حوالات میں بند کر دیا۔مجھ پر میری ہی بیٹی کو اغوا کرانے کا الزام تھا۔اُس روز پہلی بار مجھے محسوس ہوا کہ جماعت نے مجھے سبق سکھانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اب آزمائش کا دور شروع ہونے والا ہے۔

بیٹی کی بازیابی کے بعد اگلے تین روز تک مجھے دفتر عمومی بلوایا جاتا رہا جہاں دفتر عمومی کا کارِ خاص ناصر بلوچ مجھے یہ دھمکی آمیز پیغام دیتا کہ ''آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ تم سُدھر جاؤ''۔لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی تین روزہ ''نصیحت'' کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔تو اگلے ہی روز مجھے اپنے گھر سے اٹھا کر تھانہ چناب نگر کی حوالات میں پہنچا دیا گیا۔ساری شام اسی اُدھیڑ بن میں گزری کہ مجھے کس الزام کے تحت یہاں لایا گیا ہے۔جب گھڑی نے رات کے گیارہ بجائے تو ایک اہلکار مجھے حوالات سے نکال کر تھانے کے ایک الگ کمرے میں لے گیا۔کمرے میں قدم رکھتے ہی میں نے دیکھا کہ صدر دفتر عمومی اللہ بخش صادق، قادیانی نواز ڈی ایس پی سعید اختر قتلہ، مقامی ایس ایچ او یاسر پنسوتہ، چوکی انچارج چوہدری اصغر، صدر محلّہ باب الابواب نذیر احمد شیشے والا اور ناصر بلوچ سامنے ہی ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ان لوگوں نے مجھ سے یہ مطالبہ کیا کہ میں تحریری طور پر یہ الزام قبول کروں کہ میری بیٹی کا اغوا ایک خود ساختہ ڈرامہ تھا اور میں نے اسے خود اغوا کرایا تھا۔میں نے یہ سب لکھ کر دینے سے انکار کر دیا۔میرا انکار سنتے ہی میرے اردگرد کھڑے پولیس اہلکار مجھ پر پل پڑے۔انہوں نے مجھے مکمل طور پر برہنہ کرنے کے بعد اُلٹا لٹایا اور چھترول شروع کر دی۔ایک اہلکار با آواز بلند گنتی کر رہا تھا اور باقی مجھے مار رہے تھے۔انہوں نے گن کر مجھے 100لتر مارے۔40کے بعد میں درد اور تکلیف سے قدرے بے نیاز ہو گیا۔گنتی پوری ہونے کے بعد انہوں نے مجھے ڈنڈا ڈولی کرتے ہوئے اٹھایا اور لا کر حوالات میں پھینک دیا۔میری حالت دیکھ کر وہاں بند دیگر حوالاتی بھی سہم گئے۔ہمارے علاقے کا نامی گرامی چور ''یارو موچی'' بھی اس وقت حوالات میں بند تھا۔اس نے میرا سارا جسم دبایا، سنتری سے کہہ سن کر تھوڑا سا تیل منگوایا اور مجھے مالش کی۔دو ڈھائی گھنٹے بعد میرے حواس بحال ہوئے اور میں اٹھ کر بیٹھنے کے قابل ہوا۔لیکن یہ تو ابھی ابتدا تھی۔مجھے چار روز تک حوالات میں بند رکھا گیا۔اس دوران پولیس نے مجھ پر تشدد کا ہر حربہ آزمایا۔وہ بار بار مجھے منجی (چارپائی) پر چڑھاتے تھے۔چارپائی الٹی کر کے وہ میرے ہاتھ پاؤں چاروں پایوں کے ساتھ باندھ کر چارپائی سیدھی کر دیتے۔ہاتھ پاؤں بندھے ہونے کی وجہ سے سارا زور میرے جسم پر پڑتا تو مجھے ایسے لگتا کہ میرے جسم کا ایک ایک جوڑ الگ ہو رہا

ہے۔ یہ اس قدر تکلیف دہ عمل تھا کہ میں چند منٹ ہی برداشت کر پاتا۔ ان چار دنوں میں بار بار میرے جسم کو سگریٹوں سے جلایا جاتا رہا۔ لوہے کے سریے کو آگ میں گرم کر کے میری پنڈلیوں کو داغا جاتا جس کے نشان ابھی تک موجود ہیں۔ میری رانوں پر رولر پھیرا جاتا جس کے باعث میری چیخوں سے سارا تھانہ گونج اٹھتا۔ لیکن مجھ پر تشدد کرنے والے میری چیخ و پکار سے محظوظ ہوتے اور ان کا ایک ہی مطالبہ ہوتا کہ میں اپنی جاں بخشی چاہتا ہوں تو انہیں لکھ کر دوں کہ اپنی بیٹی کے اغوا کا ذمہ دار میں خود ہوں۔ لیکن اس قدر مار کھانے کے بعد بھی میں یہ الزام قبول نہ کر سکا۔ یار و موچی مجھے کہتا تھا کہ ''پولیس کے تشدد کو سب سے زیادہ چور برداشت کرتا ہے، کیونکہ وہ مار کھانے کا عادی ہوتا ہے۔ لیکن جتنا تشدد تم پر ہوا ہے، اگر مجھ پر ہوتا تو شاید میں بھی برداشت نہ کر پاتا۔'' دراصل یار و موچی اصل بات سے واقف نہیں تھا کہ مجھ پر یہ تشدد کیوں ہو رہا تھا۔ بیٹی کے اغوا کا الزام تو محض ایک بہانہ تھا۔ اصل جرم تو جماعت احمدیہ سے میری بغاوت تھی۔ میں چونکہ اصل معاملے سے بخوبی واقف تھا، اسی لئے پولیس کا ہر ستم میرا حوصلہ بڑھاتا رہا اور میں اپنے مؤقف میں مزید پختہ ہوتا چلا گیا۔ جماعت احمدیہ کے خلاف میرے دل میں نفرت بڑھتی رہی۔ اس دوران میری تذلیل کا بھی خوب انتظام کیا گیا۔ چناب نگر کے مختلف گھرانوں کے لوگ اپنے بچوں سمیت تھانہ چناب نگر آتے، مجھے حوالات میں بے یار و مددگار پڑا دیکھ کر ہنستے مسکراتے، مجھ پر آوازے کستے، میرا تمسخر اُڑاتے اور مجھ پر باقاعدہ لعنت بھیج کر واپس چلے جاتے۔ کچھ ''خیر خواہ'' مجھے واپس لوٹ آنے اور ایک اطاعت گزار احمدی بن کر زندگی گزارنے کا ''مشورہ'' بھی دیتے۔ یہ ساری صورتحال میرے لئے انتہائی تکلیف دہ تھی کیونکہ میرا تعلق ایک انتہائی بااثر قادیانی گھرانے سے تھا۔ میرے گھرانے کے اثر و رسوخ کا اندازہ کرنے کے لئے یہ ایک مثال ہی کافی ہے کہ 1988ء میں میرے بڑے بھائی محمد رفیع کی جھنگ میں جوتوں کی دکان ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے جوتے رکھنے والے شوکیس کے باہر شیشے پر کلمہ طیبہ کا سٹکر لگا رکھا تھا۔ چونکہ امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء کے تحت یہ قانوناً جرم ہے اس لئے کسی مقامی مسلمان کی شکایت پر ایک مجسٹریٹ نے ہماری دکان پر چھاپہ مارا۔ اس ''گستاخی'' پر میرے بڑے بھائی نے اس مجسٹریٹ کو بھرے بازار میں تھپڑ مارے تھے۔ پولیس بھائی کو تھانے لے گئی۔ ڈاکٹر عبدالسلام ان دنوں برطانیہ میں تھے۔ گھر والوں نے ان سے رابطہ کیا۔ انہوں نے وہاں سے ایس پی جھنگ کو فون کیا اور آدھے گھنٹے بعد پولیس میرے بھائی کو عزت و احترام کے ساتھ گھر چھوڑ گئی۔ اس گھرانے کا ایک چشم و چراغ آج بے بسی کے عالم میں تھانہ چناب نگر کی حوالات میں پڑا تھا۔ اپنی اس بے بسی پر اگرچہ میری آنکھیں بھیگ جاتیں، لیکن یہ سوچ کر دل کو اِک گونہ اطمینان بھی ہوتا کہ مجھ پر ہونے والے اس ظلم و تشدد کی وجہ میرا کسی اخلاقی جرم میں مبتلا ہونا نہیں ہے۔ بلکہ مجھے جماعت احمدیہ سے بغاوت اور قادیانیت سے نفرت کے جرم میں اس آزمائش سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ یہی وہ سوچ تھی جو مجھے پولیس کا تشدد برداشت کرنے کا حوصلہ دیتی تھی۔ حوالات میں گزرنے والے وہ چار دن انتہائی صبر آزما تھے۔ اس دوران مجھے بھوکا پیاسا رکھا گیا۔ دیگر حوالاتیوں کی روٹی میں سے جو چند ٹکڑے بچتے، میں انہیں پانی کے ساتھ نگل لیتا۔ لیکن سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ تھی کہ مصیبت کی اس گھڑی میں میرے اپنوں نے بھی مجھ سے منہ موڑ لیا۔ والدین، بہن بھائی، اہلیہ اور سسرال والے مجھے چھوڑ کر جماعت کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ وہ سب میرے حالات سے مکمل طور پر باخبر تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اس سارے معاملے سے لاتعلق رہے۔ انہوں نے پولیس سے کوئی رابطہ کیا نہ تھانے آ کر مجھ سے ملنے کی کوشش کی۔ ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے میں ان کے

لئے مر چکا ہوں۔اس سے یہ بھی پتہ چلتا تھا کہ مجھ پر بیٹی کے اغوا کا الزام محض ایک فریب تھا۔اصل معاملہ تو کچھ اور تھا،اسی لئے میرے گھر والوں حتیٰ کہ میری بیوی نے بھی میری کیس میں کوئی دلچسپی نہ لی۔ بلکہ اس معاملے سے لاتعلق رہ کر انہوں نے جماعت سے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔دلچسپ بات یہ ہے کہ اس وقت تک میں نے قادیانیت سے تائب ہونے اور اسلام قبول کرنے کا اعلان نہیں کیا تھا۔صرف جماعت سے عملاً علیحدگی اختیار کی تھی۔لیکن میرا یہ جرم بھی گھر والوں کیلئے قابل قبول تھا نہ جماعت احمدیہ کے لئے۔اسی دوران میرے ایک وکیل دوست سید زید محسن کاظمی ایڈووکیٹ کو میرے حالات کی خبر ہوئی تو انہوں نے میری بازیابی کے لئے عدالتی بیلف کا پروگرام بنایا۔کسی طرح چناب نگر پولیس کو بھی اس کی خبر ہوگئی تو انہوں نے فوری طور میرے خلاف اغوا کا جھوٹا مقدمہ درج کر کے اگلے روز ریمانڈ کے لئے مجھے ایڈیشنل سیشن جج چنیوٹ عقیل نذیر کی عدالت میں پیش کر دیا۔میری اس وقت یہ حالت تھی کہ مجھ سے ٹھیک طرح سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔میرے ساتھ آنے والے دو پولیس اہلکاروں نے مجھے بازوؤں سے پکڑ کر کٹہرے میں کھڑا کر دیا۔جج صاحب نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے کچھ پوچھا۔میں چند ثانیے ان کی طرف دیکھتا رہا اور پھر ایک عجیب سی حرکت کی۔میری اس حرکت پر جہاں جج صاحب کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہوئے،وہیں مجھے عدالت لانے والے سب انسپکٹر اور دو سپاہیوں کے رنگ بھی فق ہوگئے اور میرے پیچھے کھڑے سب انسپکٹر نے بھری عدالت میں اوئے اوئے کرتے ہوئے میرے گدّی پر ایک زوردار تھپڑ رسید کیا۔

جب مجھے ایڈیشنل سیشن جج چنیوٹ کی عدالت میں پیش کرنے کے لئے لیجایا جا رہا تھا تو میں مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ میں عدالت میں اپنی بے گناہی کیسے ثابت کروں گا۔پولیس کا مجھ پر سخت دباؤ تھا کہ میں عدالت میں پولیس تشدد کے متعلق یا پولیس کے خلاف ایک لفظ بھی نہ کہوں۔ایس ایچ او تھانہ چناب نگر نے عدالت لے جانے کے لئے مجھے ڈبل ہتھکڑی لگوائی اور ساتھ ہی یہ دھمکی بھی دی کہ ”یاد رکھنا کہ اگر تم نے ہمارے خلاف ایک لفظ بھی بولا تو واپس ہمارے پاس ہی آنا ہے“۔پولیس کے بہیمانہ تشدد نے میرا دماغ اس قدر ماؤف کر دیا تھا کہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ دنیا کو کیسے بتاؤں کہ ایک باپ اپنی ہی بیٹی کو کیسے اغوا کر سکتا ہے۔اسی اُدھیڑ بن میں مجھے عدالت کے کٹہرے میں پہنچا دیا گیا۔میں جج صاحب کے سامنے کھڑا تھا اور وہ مجھ سے کچھ پوچھ رہے تھے۔اچانک نجانے میرے جی میں کیا آئی کہ میں نے یکدم نیچے سے اپنے آپ کو برہنہ کر دیا۔میری اس حرکت پر فوری طور پر دو ردعمل ظاہر ہوئے۔پہلا یہ کہ جج صاحب کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہوئے۔دوسرا میرے پیچھے کھڑے سب انسپکٹر کا میری گدّی پر زوردار تھپڑ پڑا۔لیکن جیسے ہی جج صاحب کی نظر میرے نچلے حصے پر جلے ہوئے زخموں پر پڑی تو وہ ہکا بکا رہ گئے۔صاف دکھائی دے رہا تھا کہ وہ معاملے کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔انہوں نے ایک کڑی نظر سے مجھے لانے والے پولیس اہلکاروں کی طرف دیکھا تو ان کے رنگ پھیکے پڑ گئے۔اب صورتحال یہ تھی کہ کمرہ عدالت پہ سکوت طاری تھا۔جج صاحب خاموش بیٹھے میری طرف دیکھ رہے تھے۔میرا سر جھکا ہوا تھا۔آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔لب کانپ رہے تھے۔میں بہت کچھ کہنا چاہ رہا تھا لیکن لفظ میری زبان کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد جج صاحب نے میری دلجوئی کے لئے چند ہمدردانہ جملے کہے اور پھر مجھے کسی ڈر اور خوف کے بغیر اپنا مؤقف کھل کر عدالت کے سامنے بیان کرنے کا حکم دیا۔اس پر میں نے جج صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ”سرکار! میری سمجھ کے مطابق اگر کوئی باپ اپنی ہی بیٹی

کے اغوا کا ڈرامہ رچائے تو اس کی تین وجوہات ہوسکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ اس ڈرامے سے کوئی ذاتی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ دوسری یہ کہ اگر کسی کی اپنی بیوی یا سسرال والوں سے کوئی ناچاقی ہو تو وہ انہیں اذیت دینے کے لئے ایسی قبیح حرکت کرتا ہے۔ تیسری یہ کہ بعض لوگ اپنے دشمنوں کو جھوٹے مقدمے میں پھنسانے کے لئے بھی اس طرح کے ڈرامے رچاتے ہیں۔ لیکن میرے کیس میں یہ تینوں باتیں دکھائی نہیں دیتیں۔ میں اس ڈرامے سے کوئی ذاتی مفاد تو کیا حاصل کرتا، اُلٹا اغوا کاروں نے مجھ سے 20 لاکھ روپے تاوان لیا اور یہ رقم بھی میں نے اِدھر اُدھر سے قرض لے کر پوری کی۔ میں ایک خوشگوار گھریلو زندگی بسر کر رہا ہوں۔ میری اپنی بیوی سے کوئی ناچاقی ہے نہ سسرال والوں سے کوئی جھگڑا۔ تیسری بات یہ کہ میری کسی سے کوئی دشمنی نہیں ہے، نہ ہی میرا ایسا کوئی مخالف ہے جسے جھوٹے مقدمے میں پھنسانے کے لئے میں ایسی گھٹیا حرکت کروں۔'' جج صاحب نے میری بات اطمینان سے سنی اور پھر پولیس کی سرزنش کرتے ہوئے فوری طور پر میری باعزت رہائی کا حکم دے دیا۔ لیکن رہائی کے بعد بھی جماعت نے میرا پیچھا نہیں چھوڑا۔ مختلف ذرائع سے ملنے والی دھمکیوں کا سلسلہ تو جاری تھا ہی، اس کے علاوہ بھی جماعت نے میرا حقہ پانی بند کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ میری اہلیہ تو اسی وقت مجھے ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر اپنے میکے چلی گئی تھی جب پولیس نے مجھے بیٹی کے اغوا کے الزام میں گرفتار کیا۔ میں نے دوبارہ چناب نگر میں رہائش اختیار کرنے کی کوشش کی تو جماعت کی طرف سے حکم جاری کیا گیا کہ کوئی بھی شخص مجھے اپنا گھر کرایے پر نہ دے۔ لہٰذا مجھے ایک مضافاتی آبادی میں رہائش اختیار کرنی پڑی۔ 20 لاکھ روپے تاوان کی ادائیگی کے بعد گنے کی ٹھیکیداری تو کہیں پیچھے رہ گئی تھی بلکہ اب تو اس بھاری رقم کی واپسی ہی میرے لئے سوہان روح بنی ہوئی تھی۔ دوسری جانب پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے بھی کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ انہی دنوں میرے ایک غمگسار قادیانی دوست رفیق جٹ نے مجھے مظفر آباد میں نیلم جہلم پراجیکٹ کے بارے میں بتایا کہ اگر میں وہاں کوشش کروں تو مجھے کوئی چھوٹی موٹی نوکری مل سکتی ہے۔ میں نے رفیق جٹ کے مشورے پر عمل کیا تو مجھے وہاں باورچی کی نوکری مل گئی۔ وہاں گزرنے والے چند ماہ قدرے پُرسکون تھے۔ لیکن پھر اچانک مجھے وہاں سے بھی نکلنا پڑا۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ نیلم جہلم پراجیکٹ کے ہیڈ آفس لاہور سے لے کر مظفر آباد میں سائٹ تک غیر ملکیوں کے علاوہ جو مقامی لوگ کام کر رہے ہیں، ان میں صرف دس فیصد مسلمان ہیں جبکہ 90 فیصد قادیانی ہیں۔ عام ورکر سے آفیشلز تک ہر جگہ یہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابتداء میں تو انہوں نے میری خوب آؤ بھگت کی لیکن جیسے ہی انہیں خبر ملی کہ میں جماعت احمدیہ سے بغاوت کے جرم میں آج کل زیرِ عتاب ہوں تو انہوں نے میرا ایسا ناطقہ بند کیا کہ مجبوراً مجھے وہاں سے نکلنا پڑا۔ واپس آ کر میں نے دوبارہ رفیق جٹ سے رابطہ کیا۔ اس کی چناب نگر میں دودھ دہی کی دکان تھی اور وہ پہلے بھی کئی مواقع پر خاموشی سے میری مدد کر چکا تھا۔ ہم نے باہم مل کر کھیتی باڑی کرنے کا فیصلہ کیا۔ ہم نے چنیوٹ کے کچھ زمینداروں سے رابطہ کر کے 122 ایکڑ زرعی اراضی ٹھیکے پر لی اور کام شروع کر دیا۔ کچھ مسلمان دوستوں کی مہربانی سے ادھار پر ضروری زرعی آلات خریدے اور پہلی فصل اترتے ہی ادائیگی کا وعدہ کیا۔ اس کے علاوہ تاوان والے 20 لاکھ روپے کی واپسی کا تقاضا بھی اب بڑھنے لگا تھا۔ مجھے اس کی بھی فکر کھائے جا رہی تھی۔ انہی حالات میں کھیتی باڑی شروع کی اور چاول کی فصل کاشت کی۔ اس دوران میرا سابقہ معمول دوبارہ بحال ہو گیا۔ مسلمان دوستوں سے تعلق پہلے سے زیادہ بڑھ گیا اور اب میں نے کھلے عام ان کی مساجد میں جانا شروع کر دیا۔ جب

فصل پک کر تیار ہوئی تو کٹائی کے دوران پہلے میرے والد فوت ہوئے اور پھر تین دن کے وقفے سے بڑے بھائی محمد رفیع بھی انتقال کر گئے۔ اگرچہ وہ لوگ مجھے چھوڑ چکے تھے لیکن باپ اور بھائی کے انتقال پر صدمہ ایک فطری امر تھا۔ وہ چند روز سخت پریشانی میں گزرے۔ اسی دوران رفیق جٹ نے فصل کی کٹائی مکمل کرائی اور تمام فصل غلہ منڈی چنیوٹ میں فروخت کرنے کے بعد خود ہی حساب کتاب کر کے مجھے اطلاع دی کہ ہماری چاول کی پہلی فصل 65 لاکھ روپے کی ہوئی جس میں سے میرے حصے میں 35 لاکھ روپے آئے تھے۔ اس نے مجھے 10 دسمبر 2010ء کو 35 لاکھ روپے کا چیک دیا اور کہا کہ اگلے ایک دو روز میں رقم میرے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جائے گی۔ اس چیک کا نمبر A 11697458 تھا اور وہ یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ چناب نگر برانچ کا چیک تھا جہاں رفیق جٹ نے اپنا کرنٹ اکاؤنٹ کھلوا رکھا تھا جس کا نمبر 01013064 تھا۔ لیکن رقم میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر نہ ہو سکی۔ دو روز بعد بینک نے تحریری طور پر بتایا کہ مذکورہ اکاؤنٹ میں مطلوبہ رقم نہیں ہے۔ بعد میں مجھے کچھ ذرائع سے پتہ چلا کہ جب جماعت کو میری اور رفیق جٹ کی شراکت داری کا علم ہوا تو جماعتی ذمہ داران نے اسے دفتر طلب کر کے سخت سرزنش کی اور اس کے بعد نہ رقم میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہوئی اور نہ ہی رفیق جٹ چناب نگر میں دکھائی دیا۔ وہ وہاں سے ایسے غائب ہوا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اب اصولاً تو چیک ڈس آنر ہونے پر رفیق جٹ کے خلاف قانونی کارروائی ہونی چاہیے تھی لیکن ایسا نہ ہوا۔ یہاں یہ بھی بتادوں کہ چناب نگر میں قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہونے والوں کا کوئی پُرسان حال نہیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ان پر ڈھائے جانے والے مظالم پر چناب نگر تھانے میں ان کی شنوائی اور دادرسی تو دور کی بات ہے، اُلٹا پولیس انہیں اپنے مخصوص ہتھکنڈوں کے ذریعے واپس قادیانیت کی طرف لوٹ جانے پر مجبور کرتی ہے۔ اس کی ایک مثال ڈی ایس پی سعید اختر قلتہ ہے جس نے مسلمان ہوتے ہوئے بھی قادیانیوں کے اشارے پر مجھ پر تشدد کرایا۔ اسی طرح جماعت کے مظالم کے خلاف کئی لوگوں کی درخواستیں اب بھی تھانہ چناب نگر میں پڑی ہوئی ہیں لیکن ان پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ چیک ڈس آنر ہونے کی وجہ سے صورتحال یہ ہوئی کہ مجھ پر کم از کم بیس پچیس لاکھ روپے کا قرضہ چڑھ گیا اور میری جیب میں پھوٹی کوڑی بھی نہیں تھی۔ مجبوراً مجھے چناب نگر چھوڑنا پڑا۔

چناب نگر میں جماعتی قیادت سے معمولی سا اختلاف کرنے والوں کا حقہ پانی تو بند کیا ہی جاتا ہے، لیکن جو لوگ قادیانیت پر لعنت بھیج کر دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں، انہیں ایسے ظالمانہ طریقے سے نمونہ عبرت بنایا جاتا ہے کہ دوبارہ کوئی ایسی جرات نہ کر سکے۔ جبکہ مقامی پولیس ایسے جرائم کی مکمل طور پر پردہ پوشی کرتی ہے۔ اس کی ایک مثال 2011ء میں وقوع پذیر ہونے والا ایک واقعہ ہے۔ چناب نگر کے علاقے طاہر آباد کے رہائشی تین لڑکے احمد، ندیم اور حفیظ مسلمان ہو گئے۔ ان کی عمریں 20 سے 25 سال کے لگ بھگ تھیں۔ جماعت نے انہیں مختلف حیلوں بہانوں سے ''سمجھانے'' کی کافی کوشش کی لیکن یہ تینوں نوجوان اپنے ایمان پر ڈٹے رہے۔ جب جماعت نے دیکھا کہ ان کی کوششیں رائیگاں جا رہی ہیں تو پھر ایک روز نائب صدر دفتر عمومی ڈی ایس پی (ر) حمید اللہ قریشی کے بھائی سابق پولیس انسپکٹر بشیر بلاّ نے ان تینوں کو اپنے ڈیرے پر بلایا اور آخری بار سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن جب ان تینوں نے قادیانیت کی طرف واپس لوٹنے سے واضح انکار کر دیا تو ان پر پٹرول چھڑک کر تینوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ ان تینوں نوجوانوں کے ورثاء اپنے بچوں کے اس ظالمانہ قتل سے بخوبی واقف تھے لیکن انہوں

نے قادیانی ہونے کی وجہ سے جماعت احمدیہ سے وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے یا کسی خوف کے سبب قاتلوں کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے کی بجائے خاموشی اختیار کر لی۔ چند روز بعد اس واقعے کو حادثہ قرار دے کر فائل بند کر دی گئی۔ مقتولین کے ورثاء کی خاموشی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان تینوں ''باغی'' نوجوانوں کو زندہ جلائے جانے کا فیصلہ کہیں اور کیا گیا تھا۔ بشیر بلّا نے تو صرف اس فیصلے پر عملدر آمد کیا تھا۔ چناب نگر میں یہ عام معمول کی بات ہے کہ اگر کسی ''باغی'' کو ٹھکانے لگایا جائے تو اولاً تو اس کے ورثاء کوئی قانونی کارروائی نہیں کرتے۔ اور اگر معاملہ زیادہ بگڑ جائے یا میڈیا پر آ جائے تو پھر پہلے ورثاء کی طرف سے مقدمہ درج کرایا جاتا ہے اور پھر چند روز بعد انہیں کچھ رقم بطور دیت ادا کر کے صلح کر لی جاتی ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ چناب نگر میں رہنے والے سب لوگ یہ کام اپنی خوشی سے نہیں کرتے، بلکہ کئی مجبوریوں نے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ رکھے ہیں اور وہ بہت سے کام اپنی مرضی کے برخلاف اور جماعت کی مرضی کے مطابق کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ جماعتی قیادت نے اپنی ''امت'' پر بے شمار چندے عائد کر رکھے ہیں۔ جب میں جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم تھا، اس وقت ہر قادیانی سے 25 مختلف مدات میں چندہ لیا جاتا تھا۔ اب تو سنا ہے کہ جب سے مرزا مسرور نے ''خلافت'' سنبھالی ہے، انہوں نے چندے کی کچھ مزید مدات بڑھا دی ہیں۔ اسی طرح جو لوگ چناب نگر میں رہائش اختیار کرتے ہیں۔ انہیں وہاں زمین جائیداد کے مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہوتے۔ چناب نگر کا تمام رقبہ 99 سالہ لیز پر جماعت احمدیہ کے نام ہے۔ جو قادیانی وہاں اپنا گھر بنانا چاہے، اس سے ایک فارم بھروا کر جماعت اسے سادہ کاغذ کی ایک چٹ پر پلاٹ کا الاٹی نمبر لکھ کر تھما دیتی ہے۔ اس موقعہ پر خریدار سے یہ تحریری ضمانت لی جاتی ہے کہ وہ یہ زمین کسی غیر قادیانی کو کسی بھی صورت فروخت نہیں کر سکتا۔ اگر وہ کسی قادیانی کو بھی فروخت کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی پہلے جماعت سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ چونکہ چناب نگر میں کسی کے پاس بھی جائیداد کے مالکانہ حقوق نہیں، اس لئے بغاوت کرنے والوں کے گھر اور جائیداد پر جماعت کا قبضہ عام معمول ہے۔ پھر بغاوت کرنے والوں کو جذباتی طور پر بلیک میل کیا جاتا ہے۔ اگر کسی باغی کے بچے چھوٹے ہوں تو جماعت وہ بچے چھین لیتی ہے۔ اس کی ایک مثال میں خود ہوں۔ میری دو بیٹیاں سابقہ بیوی اپنے ساتھ لے گئی۔ اب جماعت کی طرف سے مجھے ان سے ملنے کی قطعاً اجازت نہیں۔ اسی طرح ہمارے ایک ساتھی شیخ زبیر انور ہیں جنہوں نے 2002ء میں اسلام قبول کیا۔ اس وقت ان کی اکلوتی بیٹی دو ڈھائی سال کی تھی۔ وہ بچی ان سے چھین لی گئی۔ وہ گزشتہ بارہ سال سے اپنی بیٹی حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہیں لیکن ابھی تک انہیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ ابھی بھی اس سلسلے میں چنیوٹ کی ایک مقامی عدالت میں ان کا کیس چل رہا ہے۔

شیخ زبیر انور کا بھی عجب قصہ ہے۔ اللہ نے ان کی ہدایت کے لئے کیا خوبصورت اسباب پیدا کئے۔ ایک ملاقات میں وہ مجھے بتا رہے تھے کہ ان کا تعلق لاہور سے ہے، بعد ازاں چناب نگر منتقل ہو گئے۔ وہ پیدائشی قادیانی تھے اور 38 برس تک قادیانیت سے وابستہ رہے۔ درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ شیخ زبیر کا کسی گھریلو مسئلے پر بیوی سے جھگڑا ہو گیا۔ دفتر عمومی کی طرف سے انہیں اس جھگڑے میں ثالثی کا پیغام دیا گیا۔ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر دفتر آنے سے انکار کر دیا کہ یہ ان کا گھریلو مسئلہ ہے، جماعت اس میں مداخلت نہ کرے۔ جماعت ان کے اس ''حرفِ انکار'' پر اس قدر تلملائی کہ چند روز بعد کچھ لڑکے زبردستی ان کے گھر میں داخل ہوئے اور انہیں اٹھا کر دفتر عمومی لے آئے۔ اس وقت دفتر عمومی کے انچارج میجر (ر) شاہد سعدی اور نائب صدر

ڈی ایس پی (ر) حمید اللہ قریشی ہوا کرتے تھے۔ دفتر عمومی میں شیخ زبیر پر شدید تشدد ہوا اور انہیں وہاں چند روز تک محبوس رکھا گیا۔ اس دوران ان کے گھر پر قبضہ ہوا۔ اس سلسلے میں ان کی قادیانی بیوی نے جماعت کا بھرپور ساتھ دیا۔ پھر ایک روز انہیں شام کے وقت وہاں سے نکال کر ایک گاڑی میں بٹھایا گیا اور چنیوٹ کے ایک چوک میں یہ کہہ کر اتار دیا گیا کہ دوبارہ چناب نگر کا رخ نہ کرنا۔ شیخ زبیر کے پاس اس وقت صرف تن کے کپڑے تھے۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ رات کہاں گزاریں۔ اسی اثنا میں پاس سے گزرنے والے کسی مقامی آدمی نے انہیں قریب ہی واقع مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے مدرسے کی راہ دکھائی۔ وہ وہاں پہنچ گئے۔ اتفاقاً مولانا چنیوٹیؒ ان دنوں چنیوٹ میں ہی قیام پذیر تھے اور اس وقت مدرسے میں موجود تھے۔ شیخ زبیر کی بپتا سننے کے بعد انہوں نے انہیں اپنے مدرسے میں ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ شیخ زبیر قریباً ڈیڑھ ماہ ان کے مدرسے میں مقیم رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس دوران وہ جس بات سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے، وہ یہ تھی کہ مولانا منظور چنیوٹیؒ نے ایک بھی دن ان سے نفرت کا اظہار کیا نہ ہی انہیں قادیانیت چھوڑنے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، بلکہ وہ جب بھی مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ ان کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آتے۔ البتہ چونکہ شیخ زبیر پڑھے لکھے آدمی ہیں، اس لئے وہ خود گاہے بہ گاہے مولانا چنیوٹیؒ سے قادیانیت اور اسلام کے متعلق سوالات پوچھتے رہتے اور مولانا جواب دیتے جاتے۔ شیخ زبیر کا یہ کہنا ہے کہ مولانا منظور چنیوٹیؒ کی صحبت میں گزرنے والے ان چند دنوں نے ہی ان کی کایا پلٹ دی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ جب ان کے مسلمان ہونے کی اطلاع چناب نگر پہنچی تو جماعت نے انہیں پھر نشانے پر رکھ لیا۔ 2002ء، 2008ء اور 2009ء میں ان کے خلاف تین جھوٹے مقدمے درج کرائے گئے جن میں ان کی گرفتاری بھی ہوئی اور وہ مجموعی طور پر پانچ سال جیل میں بھی رہے۔ لیکن ان مظالم کے باوجود وہ ثابت قدم رہے اور ابھی بھی اپنی بیٹی کے حصول کے لئے عدالتوں میں دھکے کھا رہے ہیں۔ بچے چھیننے کے بعد باغیوں کے خلاف جو دوسرا بڑا حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر کسی کی جوان بیٹیاں شادی شدہ ہوں تو باپ کے مسلمان ہونے کی صورت میں بیٹیوں کو طلاقیں دلوا دی جاتی ہیں۔ بلاشبہ یہ کسی باپ کے لئے بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ قادیانی کمیونٹی کو ہدایت کی جاتی ہے کہ ایسے لوگوں کا معاشی و سماجی بائیکاٹ کیا جائے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس طرح کے کئی تکلیف دہ مسائل بھی بے شمار قادیانیوں کے مسلمان ہونے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

چناب نگر میں جماعت احمدیہ نے ریاست کے اندر ریاست قائم کر رکھی ہے۔ وہاں ان کا اپنا پولیس اور عدلیہ کا متوازی نظام ہے۔ دفتر امور عامہ تھانے اور دفتر عمومی پولیس چوکی کا درجہ رکھتے ہیں جہاں باقاعدہ ٹارچر سیل بنے ہوئے ہیں۔ ان کا عدالتی نظام ایسے ہی ہے، جس طرح ملک بھر میں عدالتی نظام کے چار درجے ہیں، سول کورٹ، سیشن کورٹ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ۔ بالکل اسی طرح چناب نگر میں جماعت احمدیہ کے عدالتی نظام کے بھی چار درجے ہیں۔ قادیانی وکلاء وہاں پیش ہو کر بحث میں حصہ لیتے ہیں۔ قادیانی جج چھٹی کے روز وہاں فرائض انجام دیتے ہیں اور آخری اپیل مرزا مسرور کے پاس کی جاتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ چناب نگر میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ قادیانیوں کی ایک قابل ذکر تعداد ایسی ہے جو وہاں سے نکلنا چاہتی ہے لیکن ان کی معاشی و سماجی مجبوریاں آڑے آ رہی ہیں۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ اگر آج حکومت چناب نگر کو اوپن سٹی قرار دیتے ہوئے وہاں کے مکینوں کو جائیداد کے مالکانہ

حقوق اور جان ومال کا تحفظ فراہم کرے تو 25 فیصد قادیانی ابھی مسلمان ہو جائیں گے۔

جماعت احمدیہ کی قیادت کی علمی قابلیت کا یہ حال ہے کہ 1999ء میں جب میری شادی ہوئی تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میرا نکاح مرزا مسرور پڑھائیں جو اس وقت ابھی خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ ناظر اعلیٰ وامیر مقامی جماعت احمدیہ پاکستان تھے۔ میں نے جب ان کے پاس حاضر ہو کر نکاح پڑھانے کی درخواست کی تو وہ پریشان ہو گئے۔ تھوڑی دیر کچھ سوچتے رہے اور پھر بڑی سنجیدگی سے بولے، ''آپ میری انگلی پکڑو اور مجھے جامعہ احمدیہ داخل کروا آؤ۔ پانچ سالہ کورس مکمل کرنے کے بعد میں آپ کا نکاح پڑھانے کے قابل ہو جاؤں گا۔

رفیق جٹ کا دیا ہوا چیک ڈس آنر ہونے کے بعد جب میں چناب نگر سے نکلا تو میری بڑی بیٹی روتی ہوئی میری ٹانگوں سے چمٹ گئی اور کہنے لگی ''پاپا میں نے آپ کے ساتھ جانا ہے''۔ اس وقت مجھ پر کیا گزری، یہ درد اور کرب وہی شخص سمجھ سکتا ہے جسے اللہ نے بیٹی جیسی رحمت سے نوازا ہوا ہے۔ چناب نگر سے نکل کر لاہور آیا اور پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے چھوٹی موٹی مزدوری شروع کر دی۔ ایسے ہی ایک روز اچانک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر ابھی مجھے موت آجائے تو میرا جنازہ کون پڑھائے گا، کہ جماعت احمدیہ تو مجھے منہ نہیں لگائے گی کیونکہ ان کے نزدیک میں باغی ہوں۔ اور قادیانی ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو ویسے ہی مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ تو بالکل خدا ہی ملا نہ وصال صنم والی صورتحال ہو گی۔ یہ خیال میرے ذہن پر اس بُری طرح سوار ہوا کہ ہر وقت یہی سوچتا رہتا کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ 23 فروری 2014ء کو لاہور کے ایک عالم سید انیس شاہ صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ وہ دو روز بعد 25 فروری کی شام نماز عشاء کے بعد مجھے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے رہنما مولانا قاری رفیق وجھوی صاحب کے پاس لے گئے۔ قاری صاحب سے ہونے والی میری ملاقات چار گھنٹوں پر محیط تھی۔ سچی بات یہ ہے کہ ان دنوں میں سابقہ حالات کی وجہ سے سخت خوفزدہ تھا۔ ہر وقت یہی ڈر رہتا کہ کسی بھی وقت کوئی اندھی گولی مجھے چاٹ سکتی ہے، راہ چلتے پیچھے سے آنے والی کوئی گاڑی مجھے کچل سکتی ہے، کسی بھی وقت میری زندگی کا چراغ گل ہو سکتا ہے۔ قاری صاحب نے سب سے پہلے تو مجھے حوصلہ دیا اور کہا کہ اگر آپ اسلام کی حقانیت پر ایمان لا چکے ہیں تو پھر آپ کو کسی سے بھی نہیں ڈرنا چاہئے کیونکہ مسلمان اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اتفاقاً اگلے ہی روز 26 فروری کو ایوان اقبال لاہور میں ''فتح مباہلہ کانفرنس'' منعقد ہو رہی تھی۔ قاری رفیق صاحب کہنے لگے کہ کل کانفرنس ہو رہی ہے۔ یہ اللہ نے آپ کو موقعہ دیا ہے کہ آپ اس کانفرنس میں شریک ہو کر اسلام قبول کریں، آپ کے قبول اسلام کے ہزاروں لوگ گواہ ہونگے۔ لہٰذا اگلے روز میں کانفرنس میں شریک ہوا اور اللہ کے فضل وکرم سے مولانا عبدالحفیظ مکی، ڈاکٹر احمد علی سراج، مولانا الیاس چنیوٹی، جسٹس (ر) ڈاکٹر علامہ خالد محمود، سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ جسٹس (ر) خواجہ شریف اور دیگر شخصیات کی موجودگی میں اردن سے آئے ہوئے اسلامی سکالر امجد عبدالرحمٰن السقلاوی نے مجھے کلمہ پڑھایا۔

قاری رفیق صاحب نے مجھے باعزت طریقے سے اپنے پاؤں پہ کھڑا ہونے کے لئے حوصلہ بھی دیا اور خود ہی رشتہ تلاش کر کے ایک مسلمان خاتون سے میری شادی بھی کرائی۔ اس سلسلے میں، میں دینی جماعتوں خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنے والی تنظیموں کے ذمہ داران سے بصد احترام یہ گزارش کروں گا کہ وہ قادیانیت چھوڑ کر مسلمان ہونے

والوں کو سنبھالنے کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ تشکیل دیں۔انہیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر زندگی گزارنے میں مدد دیں ۔جماعت احمدیہ کی طرف سے ہونے والے جھوٹے مقدمات سے نمٹنے کیلئے قانونی معاونت فراہم کریں۔ان کی دلجوئی کریں۔جب کہ یہاں صورتحال یہ ہے کہ ہمارے ساتھی شیخ زبیر جب ایک جھوٹے مقدمے میں ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں قید تھے تو ان کا کوئی پُرسان حال نہیں تھا۔گھر والے پہلے ہی ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ایک خدا ترس جیل ملازم نے جب ان کی بپتا سنی تو ان کے لئے وکیل کا بندوبست کیا، تب ان کی رہائی ممکن ہوئی۔

میرے مسلمان ہونے کے بعد بھی جماعت احمدیہ نے میرا پیچھا نہیں چھوڑا۔26 مئی 2014ء کی دوپہر لاہور کی لبرٹی مارکیٹ کے قریب کچھ نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے مجھ پر حملہ کر کے شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔مختلف ٹیلی فون نمبروں سے دھمکی آمیز کالیں آنے کا سلسلہ تو معمول میں شامل ہے۔اس کے علاوہ گاہے بگاہے ''بہترین مستقبل'' کا لالچ بھی دیا جاتا ہے جس کی تازہ ترین مثال یہ ہے، ابھی جب میرا انٹرویو ''امت'' میں چھپنا شروع ہوا تو چند روز قبل جماعت نے میرے بہنوئی کے ذریعے مجھ سے رابطہ کیا اور مجھے یہ پیشکش کی گئی کہ اگر میں واپس لوٹ آؤں اور یہ بیان دے دوں کہ ''امت'' میں چھپنے والا میرا انٹرویو خود ساختہ ہے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں، تو جماعت نہ صرف مجھے مالی وسائل فراہم کرے گی بلکہ مجھے اپنی سابقہ بیوی اور بیٹیوں کے ہمراہ بیرون ملک سیٹل بھی کرائے گی۔

میں ''امت'' کے توسط سے جماعت احمدیہ کی قیادت کو یہ چیلنج کرتا ہوں کہ میں نے اس انٹرویو میں جو کچھ بیان کیا ہے، وہ میری کہی ہوئی کسی ایک بات پر مجھے جھوٹا ثابت کر دیں۔میرا یہ چیلنج مرزا مسرور سے سلیم الدین تک، سب کے لئے ہے۔وہ کھلے میدان میں آئیں، میرے ساتھ مباہلہ کریں اور مجھے جھوٹا ثابت کریں۔مجھے بخوبی علم ہے کہ جماعت احمدیہ میرے بارے میں کوئی نیک جذبات نہیں رکھتی۔میرے ساتھ کسی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے۔اس لئے میں ''امت'' کے توسط سے یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ ہوا یا مجھے کوئی نقصان پہنچا تو اس کے ذمہ دار مرزا مسرور، ناظر اعلیٰ مرزا خورشید، ناظر امور عامہ سلیم الدین، اللہ بخش صادق اور دیگر مرکزی ذمہ داران ہونگے۔دوسری بات یہ ہے کہ اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ ہوا تو میرے سرپرست قاری رفیق صاحب ہیں، وہی میرا مقدمہ لڑیں گے۔ان کے علاوہ میرا کوئی سرپرست نہیں ہے۔

میں جب یہ سوچتا ہوں کہ میں نے سیکڑوں مسلمانوں کو اسلام سے کفر کی طرف دھکیلا تو طبیعت بہت بے چین ہو جاتی ہے لیکن میں اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔میرا عزم ہے کہ میں بہت جلد ان تمام علاقوں کا دورہ کروں گا جہاں بطور مربی کام کرتا رہا اور وہاں لوگوں کو یہ بتاؤں گا کہ حضور ﷺ کے بعد اللہ نے نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔اب جو بھی نبوت کا دعویدار سامنے آئے گا وہ کذاب کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی ان میں سے ایک ہے۔میری تمام مسلمانوں سے یہ درخواست ہے کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ مجھے استقامت دے اور جلد از جلد حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائے تا کہ میں بیت اللہ شریف اور روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ سکوں۔

ادارہ

اخبارُ الاحرار

دارِ بنی ہاشم ملتان میں اکتالیسویں سالانہ مجلس ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ

(حکیم حافظ محمد قاسم)

عرصہ دراز سے دارِ بنی ھاشم ملتان میں ۱۰ر محرم الحرام کو ہر سال منعقد ہونے والی ''مجلس ذِکرِ حُسین رضی اللہ عنہ'' میں شرکت کا ارادہ کرتا تھا مگر حاضری کی کوئی صورت نہ بن سکی۔ میں اس لیے بھی جانا چاہتا تھا کہ براہ راست دیکھ اور سن سکوں کہ آخر وھاں کونسی بات ہوتی ہے، جس سے ''اپنے بھی خفا اور بیگانے بھی ناخوش ہیں''۔ اِس دفعہ ۱۰ر محرم الحرام کی صبح چیچہ وطنی کی بزرگ شخصیت حاجی مختار احمد کی نماز جنازہ سے فارغ ہو کر مجلس احرارِ اسلام کے سیکرٹری جنرل جناب حاجی عبداللطیف خالد چیمہ ملتان کے لیے روانہ ہونے لگے تو موقع غنیمت جان کر میں بھی ساتھ تیار ہو گیا، تقریباً دس بجے حافظ محمد سلیم شاہ، محمد قاسم چیمہ اور راقم، حاجی صاحب کی معیت میں ملتان کے لیے روانہ ہوئے، حاجی صاحب کا معمول ہے کہ وقت کی گنجائش ہو تو راستے کی کوئی نہ کوئی مصروفیت ضرور ہوتی ہے چنانچہ چند ہفتے پہلے میاں چنوں میں مقیم بزرگ عالمِ دین مولانا عبدالحق عابد کی اہلیہ کے انتقال پر تعزیت کے لیے رُکنا تھا، جامع مسجد سراجیہ سے متصل مولانا کی رھائش گاہ پر آدھے گھنٹے کی تعزیتی ملاقات میں مولانا کے فرزندان محمد انعام الحق اور محمد عطاء الحق بھی موجود تھے، مولانا عبدالحق عابد اِنتہائی سادہ اور درویش منش شخصیت کے مالک، پرانی وضع کے بزرگ ہیں اور حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے معتقد اور فیض یافتہ ہیں، اِس مجلس میں انہوں نے خواجہ خان محمد نور اللہ مقرقدہ کی دو کرامات کا ذکر کیا، جو آپ قارئین کو عرض کرتا ہوں، فرماتے ہیں کہ میاں چنوں میں سابق مرحوم وزیرِ اعلیٰ غلام حیدر وائیں نے کسی جگہ پر قبضہ کر لیا تو میں نے خانقاہ جا کر حضرت جی سے کہا کہ اس کے لیے بددعا کریں، حضرت نے فرمایا کہ کسی کے لیے بددعا نہیں کرتے تھوڑی دیر مراقب ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خیر فرمائیں گے، میں واپس آ گیا چند دن کے بعد ہی غلام حیدر وائیں کو کسی نے قتل کر دیا ایک اور موقع پر جب میں کسی مدرسہ میں پڑھا رہا تھا، وھاں اختلاف ہوا تو حضرت سے جا کر ملاقات کی اور دعا کی درخواست کی تو چند منٹ مراقبہ کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ فضل فرمائیں گے، چند ہی دن بعد اللہ تعالیٰ نے ایک وسیع قطعہ اراضی عنایت فرما دیا اور وھاں مسجد آباد ہے، یہاں سے روانہ ہو کر ہم ملتان داخل ہوئے تو مختلف رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا ایک گروہ کی زنجیر زنی کے لیے پورے ملک کو کرب میں ڈال دیا جاتا ہے، مختلف سڑکوں پر گھومتے گھماتے دارِ بنی ھاشم پہنچے وھاں ماشا اللہ احرار کارکن حفاظتی تدابیر کے ساتھ چوکس اور چوکنا تھے، پنڈال میں داخل ہوئے تو سید محمد معاویہ بخاری ابن سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا خطاب جاری تھا۔ جاتے ہی وضو کر کے پنڈال میں بیٹھ گیا، اس سے قبل بھی سید معاویہ بخاری چیچہ وطنی دو پروگراموں میں تشریف لا چکے تھے لیکن اب کی باران کا انداز خطابت نپا تلا، دل نشیں اور اپنی بات سمجھانے کا طریقہ بہت اچھا لگا، سید محمد معاویہ بخاری کا خطاب بھرپور اور معلومات افزا تھا۔ اس میں مجھے ایک بات بہت اچھی لگی کہ خلافت راشدہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ تک تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو کیا سونپا تھا وہ خلافت تھی یا ملوکیت؟ اگر خلافت تھی تو یہی خلافت حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سونپ دی تو لڑائی کس بات کی رہ گئی، ایک اور نکتہ بیان کیا گیا کہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کو ڈرا دھمکا کر بیعتِ یزید لی گئی، یادرکھیں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں ان کو دربار کسریٰ میں فارس بھیجا گیا، تو وھاں کسریٰ کے محل میں گھوڑے سے اُتر کر سیدھے اپنا نیزہ لے کر اس کی انی سے محل کے قالینوں کو چیرتے ہوئے کسریٰ کے تخت پر اس کے برابر جا کر بیٹھ گئے، پورا دربار سراسیمگی کی حالت میں چلا گیا کہ اب اس مہمان کی گردن تن سے جدا ہو جائے گی، کسریٰ نے کہا کہ اس گستاخی کی سزا پر گردن اُتار دی جاتی ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بالکل نہ گھبرائے اور اپنی تلوار نکال کر اس کے دھار پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے جب سے ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بن گئے ہیں، اپنی گردنیں تلواروں کی دھار پر رکھے پھر رہے ہیں کہ کب شہادت کا جام پی لیں! تم ہمیں نیزوں اور تلواروں سے نہ ڈراؤ، تو ایسے حضرات کو کون ڈرا کر بیعت کروا سکتا تھا۔

سید محمد معاویہ بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام صحابہ کرام قرآنی شخصیات ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگئے اور وہ اللہ کی رضا پر راضی ہوگئے۔ کسی مسلمان کو کسی بھی صحابی پر تنقید کا کوئی حق نہیں۔ صحابہ کے اختلافات دین پر نہیں بلکہ انتظامی امور پر تھے اور یہ ان کے اجتہادات تھے۔ علماء امت اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کے اجتہادات میں حق وخطاء کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ دونوں کو ثواب عطاء فرمائیں گے۔ لہذا صحابہ کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی صحابی کو خطا کار کہے۔ صحابہ سب کے سب حق اور معیارِ حق ہیں۔ کسی بھی صحابی پر تنقید دراصل پوری جماعت صحابہ پر عدم اعتماد ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل بیت رسول رضی اللہ عنہم ہمیشہ صلح وامن کے داعی رہے۔ آج بھی سیدنا علی، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کے اسوۂ صلح وامن اور جرأت وشہادت کے کردار کو اپنا کر امت کو فتنوں سے بچایا جا سکتا ہے۔

سید محمد کفیل بخاری کی قیام گاہ پر ہم لوگوں نے کھانا کھایا، نماز ظہر کے بعد اس پروگرام کی دوسری نشست شروع ہو چکی تھی، حافظ محمد اکرم احرار نے منظوم خراج عقیدت پیش کی، بعد میں ہمارے نہایت ہی نفیس اور بہترین ساتھی ابھرتے ہوئے مقرر مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی نے بڑے پُر مغز، جامع اور دھیمے انداز میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے لیے صحابہ کرام ایک کسوٹی کی حیثیت رکھتے ہیں، صحابہ کرام کو قرآن سنت میں بیان کیا گیا اور وہ کامیاب لوگ تھے، ان میں آپس میں محبت واخوت کا جذبہ موجود تھا، جو اسلام لانے کے بعد کم نہ ہوا بلکہ بڑھتا ہی چلا گیا، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ لوگوں کی آراء اور واقعات کا مجموعہ ہے اس میں غلط اور صحیح دونوں قسم کی خبریں موجود ہیں۔ عقیدہ وایمان کی بنیاد قرآن وحدیث، سنت، اسوۂ آل واصحاب رسول اور اجماع امت ہے۔ تاریخ کی جو بات اور کسی مؤرخ کی جو رائے قرآن وسنت سے متصادم ہے اس کا عقیدے سے کوئی تعلق نہیں۔ جو بات امت کے اجماعی عقیدے کے مطابق ہوگی اسے تسلیم کیا جائے گا۔ سٹیج پر مرکزی جنرل سیکرٹری عبداللطیف خالد چیمہ پہنچ گئے، انہوں نے اپنے مختصر لیکن جامع مانع انداز میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت امن چاہتی ہے تو وہ آمنہ کی گود میں ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد نہ کوئی نبوت ہے اور نہ ہی کوئی امامت ہے، جو نبوت کا قائل وہ بھی کافر اور جو امامت کا قائل وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے، ہم حسینی ہیں شہادت نعمت ہے، نعمت پر خوش ہوا جاتا ہے ماتم اور زنجیر زنی نہیں کی جاتی، پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کے لیے پہلے اندرونی طور پر دھرنوں کے ذریعے حملہ کیا گیا، وہ ناکام ہونے کے بعد بیرونی سرحدات پر تین ممالک نے حملے کیے جو ہمیں برداشت نہیں ہیں، انہوں نے واضح انداز میں کہا کہ یزید کی آڑ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید وتردید اور تنقیص ہرگز

برداشت نہیں کی جائے گی، اہلسنت اپنے آئینی و دینی اور سیاسی حقوق کی بحالی چاہتے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے نائب امیر جناب سید محمد کفیل بخاری کا خطاب شروع ہوا تو پورا مجمع ہمہ تن گوش ہوگیا، اپنوں کے لیے پانی غیروں کے لیے قہر تھا، انکا طنطہ آمیز خطاب بڑی توجہ سے سنا گیا، جس سے مجمع میں حرارت سی دوڑ گئی، سیدنا حُسین رضی اللہ عنہ کی سیرت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پوچھا کہ نام کیا رکھا، حضرت علی نے فرمایا حرب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں یہ حسن ہیں، اسی طرح حُسین کی ولادت پر آئے تو حضرت علی نے دوبارہ نام حرب رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ حُسین ہیں، تیسرے فرزند حضرت محسن جو کہ بچپن میں انتقال کر گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا نام بھی حرب ہی رکھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ محسن ہیں۔ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سبائی ٹولے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گرد گھیرا ڈال دیا اور انکو مدینہ منورہ سے کوفہ لے گے وھاں بھی حضرت علی کو امن سے نہ رہنے دیا گیا اور آخر کار جام شہادت نوش فرمایا، خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوئی بعد ازاں حضرت حسن خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سونپ کر اپنے اہل وعیال کو لے کر واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوگیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ شہید غیرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا اسوہ پوری امت کے لیے مشعل راہ ہے۔ سیدنا حسین، تمام اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ جس شخص کے دل میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی محبت نہیں وہ ایمان سے خالی ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے خاندان کی شہادت کے پس منظر میں یہودانِ خیبر، مجوسانِ عجم، قاتلین عثمان، ابن سبا اور اس کی ذریت کی سازشیں ہیں۔ سیدنا حسین صلح و امن کے علم بردار تھے۔ انہوں نے قیام امن اور اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے تین شرائط صلح پیش کیں مگر کوفہ کے سبائی سازشیوں اور شمر و ابن زیاد نے ان شرائط کو تسلیم کرنے کی بجائے آل رسول کو میدان کربلا میں ظلماً شہید کر کے بدترین دہشت گردی کی۔ تاریخ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ شہداء کربلا کے قاتل اسلام اور امت مسلمہ کے مجرم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ سے جنگ کی اور بالآخر صلح کر لی۔ پھر اپنے بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو نصیحت کی کہ معاویہ کی خلافت کو ناپسند نہ کرنا۔ چنانچہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے ان کی بیعت کر لی۔ اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کوفیوں کی دعوت پر کوفہ کی جانب سفر کیا۔ کوفیوں نے غداری کی تو سیدنا حسین نے یزید کو صلح کی پیش کش کرتے ہوئے تین شرائط پیش فرمادیں۔ وقت کم ہونے ہونے کے باوجود سید محمد کفیل بخاری نے جامع انداز میں خطاب کیا تقریباً پونے پانچ بجے خطاب ختم ہوا۔ سید کفیل بخاری کے خطاب کے دوران قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری سٹیج پر تشریف لا چکے تھے، ان کی زبان بندی کے باعث خطاب نہ ہوسکا، حضرت پیر جی نے مزاحاً فرمایا کہ سامعین آئندہ سال اشاروں کی زبان سیکھ کر آئیں تاکہ زبان بندی کے بعد اشاروں سے بات کی جائے، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے پرسوز دعا کروائی اور مجلس کا اختتام ہوا، نماز عصر ادا کی گئی فوراً بعد ہی واپسی کے لیے روانہ ہوئے، دوران سفر مجاہد ختم نبوت عبداللطیف خالد چیمہ سے بچپن سے لے کر اب تک کے احرار کے حالات، واقعات، مختلف تحاریک میں حصہ لینا فرزندان امیر شریعت سے تعلق داری اور تحریک طلباء اسلام سے لے کر احرار میں شمولیت اور احرار کے کام کے متعلق تفصیلی گفتگو ہوتی رہی، عشاء کے قریب ہم عافیت سے چیچہ وطنی پہنچ گئے، واپسی پر میرا تاثر یہ تھا کہ بعض مہربانوں کو پریشانی ہوئی اور ہے جو وہ طرح طرح کے بہتان لگا کر بھی ختم نہیں ہو رہی، میرا یقین ہے کہ اُسوہ صحابہ کو اجاگر کرنے کے لیے جو راہ ہمارے اکابر نے اختیار کی ہے، یہ راہ مشکل تو ہے لیکن اس کے اثرات اب دنیا میں

پھیل چکے ہیں جس سے رافضیت وسبائیت اوران کے شعوری وغیر شعوری حامی بے نقاب ہورہے ہیں، اللہ تعالیٰ شر سے محفوظ فرمائیں۔ آمین یارب العالمین

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت نبی کے یاروں سے

ایوان احرار لاہور میں فاروق وحسین رضی اللہ عنہما سیمینار

لاہور (۲ر نومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ سیدنا عمر فاروق اور سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما اسلامی تاریخ میں شہادت کے دو عظیم باب ہیں۔انھوں نے کہا کہ حضرت عمر فاروق اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما امت مسلمہ کے قابلِ فخر، قابل احترام اور قابل تقلید شخصیات ہیں۔ ہم اپنے اپنے دائرے میں ان کی سیرت وکردار اور شجاعت وشہادت صحیح انداز میں بیان کریں تو ملّت میں بھی جرأت وشجاعت کا فاروقی وحسینی کردار زندہ ہوگا۔ محرم امن وسلامتی کا مہینہ ہے اور اَشہرِ حُرم میں داخل ہے۔ اسی طرح اسلام ہی امن وسلامتی کا دین ہے۔ اسلامی سال نو کا آغاز امت مسلمہ کو قیام امن، ایک دوسرے کی سلامتی اور دینِ حق کے لیے جدوجہد کی دعوت دیتا ہے۔ وہ ایوانِ احرار لاہور میں فاروق وحسین سیمینار سے خطاب کررہے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ فرقہ واریت اسلامی تعلیمات کے منافی ہے اور فرقہ پرست عناصر اسلام اور مسلمانوں کی رہی سہی شوکت بھی مٹانے کے درپے ہیں۔ اہل سنت اور اہل تشیع کے سنجیدہ اور مخلص رہنما حالات کی سنگینی کا ادراک کریں اور فرقہ واریت کے نام پر بھڑکائی جانے والی آگ کو ٹھنڈا کریں۔ انھوں نے کہا کہ اگر تمام مسالک کے پیروکار اپنی عبادات اور مذہبی شعائر اپنی اپنی عبادت گاہوں میں انجام دیں تو ملک میں مکمل امن قائم ہوجائے گا۔

سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ پاکستان میں سنی شیعہ فسادات کی آگ کو ہوا دینا بیرونی ایجنڈا ہے اور وطن عزیز کی قوت اور وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے مترادف ہے۔ انھوں نے کہا کہ عالمی استعمار عراق وشام میں سنی شیعہ فسادات کے ذریعے لاکھوں انسانوں کو قتل کرانے کے بعد اب پاکستان میں بھی اس فساد کی آگ بھڑکانا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان پر ایرانی فورسز کے مسلسل حملے بھی اسی گریٹ گیم کا حصہ اور محبِّ وطن حلقوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے مسائل کا جائزہ لے کر خود اس کا حل تلاش کرنا ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ محرم الحرام کے اجتماعات کو ہر ممکن طریقے سے پرامن بنائے اور جن شر پسندوں نے گزشتہ سال امن وامان کو تہہ وبالا کیا اور قتل وغارت کا بازار گرم کیا انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔

چناب نگر میں مجلس احرار اسلام کا اعلیٰ سطحی اجلاس

چناب نگر/چنیوٹ (۲۲ر نومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ 12 ربیع الاول کو چناب نگر میں آل پاکستان ''ختم نبوت کانفرنس'' تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوگی جس میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام اور رہنما شرکت کریں گے، کانفرنس کے اختتام پر ہزاروں فرزندان اسلام، مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوشان احرار چناب نگر میں دعوتی جلوس نکالیں گے اور قادیانیوں کو دعوت اسلام کا فریضہ دہرایا جائےگا یہ فیصلہ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کی زیر صدارت اجلاس میں کیا گیا جس میں پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس ،قاری محمد یوسف احرار، ڈاکٹر محمد عمر فاروق، حافظ ضیاء اللہ، مولانا تنویر الحسن، سید عطاء المنان بخاری، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل متین سرگانہ، حافظ محمد اسماعیل، ڈاکٹر محمد ظہیر حیدری، مولانا کریم اللہ، محمد آصف، قاری محمد قاسم، حافظ محمد شاکر خان، محمد خاور جاوید بٹ، شیخ مظہر

سعید، خالد محمود، رانا قمر الاسلام، حافظ محمد سلیم شاہ، محمد ظہیر، علی اصغر، حافظ محمد طیب چنیوٹی، مہر اظہر حسین وینس، غلام مصطفی، طلحہ اشبیر اور دیگر رہنماؤں اور مندوبین نے شرکت کی۔ اجلاس میں طے پایا کہ تحریک ختم نبوت 1953ء کے دس ہزار شہداء کی یاد میں حسبِ سابق مارچ 2015ء میں ملک بھر میں ’’شہداء ختم نبوت کانفرنسوں‘‘ کا اہتمام کیا جائیگا جس کے مطابق یکم مارچ کو لاہور، 5,6 مارچ کو چناب نگر میں، 12 مارچ کو گوجرانوالہ، 13 مارچ کو گجرات، 26 مارچ کو ملتان، یکم اپریل کو اوکاڑہ، 2 اپریل کو چیچہ وطنی، 3 اپریل کو چنیوٹ، 24 اپریل کو ٹوبہ ٹیک سنگھ، یکم مئی کو تلہ گنگ، 8 مئی کو چشتیاں میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوں گی۔ جبکہ دیگر مقامات پر کانفرنسوں کا شیڈول بعد میں جاری کیا جائیگا۔ پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد مغیرہ نے اجلاس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہمارے ایمان کی سلامتی کی علامت ہے اور وطن عزیز کو اندرونی و بیرونی دشمنوں سے بچانے کیلئے ایک پرامن اور طویل جدوجہد کی ضرورت ہے۔ سید محمد کفیل بخاری نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اب بہت دور نہیں لیکن عالم اسلام کو دہشت گردی کی طرف دھکیل کر استعمار جو مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اس میں آخر کار ناکام ہوگا۔ پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ مجلس احرار اسلام پاکستان کے کارکنوں اور نوجوانوں کو نئے جذبوں کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے۔

عبداللطیف خالد چیمہ کی پریس بریفنگ: مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے پریس بریفنگ میں صحافیوں کو بتایا کہ ہمارے بزرگوں نے 1934ء میں قادیان میں داخل ہو کر فتنہ ارتداد مرزائیہ کا تعاقب شروع کیا تھا اور 1976ء میں قافلۂ احرار تحفظ ختم نبوت کا پرچم تھامے چناب نگر (ربوہ) میں داخل ہوا تھا، 1976ء سے اب تک ہم نے یہاں پرامن جدوجہد کی ہے۔ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد ہمارا دستوری و آئینی حق بھی ہے جبکہ قادیانیوں نے اس شہر پر قبضہ کر رکھا ہے اور انہوں نے اس شہر میں مسلمانوں کا خون بھی بہایا ہے۔ ہم عدم تشدد کے قائل ہیں اور قانون کی عملداری پر یقین رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی طرف سے جبر و تشدد، غنڈہ گردی، ناکے لگا کر مسلمانوں کو تنگ کرنا اگر ایسی کارروائیوں کا تدارک نہ کیا گیا اور چناب نگر میں قادیانی عمارتوں پر لکھی ہوئی اسلامی علامات کو نہ مٹایا گیا، شعائر اسلام کی توہین کو نہ روکا گیا تو اس پر ملک بھر میں ایک ردعمل پیدا ہوگا جس کی ذمہ داری قادیانیوں اور سرکاری انتظامیہ پر عائد ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ امتناع قادیانیت ایکٹ پر چناب نگر میں عملدرآمد نہ ہونا پریشانی اور اضطراب کا باعث ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔ انہوں نے اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کیا کہ حکومت نے سکہ بند قادیانی سابق انسپکٹر جنرل موٹروے ڈاکٹر وسیم کوثر کو سنیئر ایڈوائزر وفاقی محتسب تعنیات کیا ہے جبکہ عامر رحمٰن قادیانی کو ڈپٹی اٹارنی جنرل لگایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمران بھی سابقہ حکمرانوں کی طرح پرویز مشرف کی قادیانیت نوازی اور دین دشمن پالیسوں پر عمل پیرا ہیں یہ پالیسیاں ملک و ملت کیلئے زہر قاتل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سود حرام ہے اور حکومت اسے جاری رکھنے کی کوششیں کر رہی ہے۔ سودی نظام معیشت ختم کیے بغیر ملک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے بتایا کہ چناب نگر کی سالانہ کانفرنس کے انتظامات کو حتمی شکل دینے کیلئے سب کمیٹیوں کا مرکزی سطح کا ایک اجلاس 7 دسمبر کو دفتر مرکزیہ نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں سید محمد کفیل بخاری کی صدارت میں منعقد ہوگا۔

مسجد احرار چناب نگر میں سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ

چناب نگر (۲۲ر نومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے جامع مسجد احرار چناب نگر میں ’’سالانہ مجلس ذکر حسینؓ‘‘ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سیدنا حسین رضی

اللہ عنہ شہید غیرت ہیں، ان کا اسوہ پوری امت کے لئے مشعل راہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا حسین اور تمام اہل بیت وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اوران کے خلفاء کی کربلا میں مظلومانہ شہادت تاریخ کا بدترین ظلم ہے۔ جس کے ذمہ دار عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتے۔ انہوں نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی روشنی میں ہر صحابی تنقید سے بالا اور مُبّرا ہے، انہوں نے کہا کہ ہم جس صحابی کے جس عمل کی بھی پیروی کریں گے وہ ہمیں جنت میں لے جائی گا۔ انہوں نے کہا کہ انکارِ صحابہ اور انکارِ ختم نبوت جیسے فتنوں کا تعاقب مجلس احرار اسلام کا نصب العین ہےاور ہماری منزل حکومتِ الٰہیہ کا قیام ہے۔ سید عطاء المنان بخاری نے مدنی مسجد چنیوٹ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری تمام مشکلات کا حل اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔

سزائے موت کی معطّلی، قرآنی قوانین کی خلاف ورزی ہے

فیصل آباد (۱۵رنومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے جنرل سیکرٹری عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ وفاقی وزیر اطلاعات پرویز رشید کے اس اعتراف کے بعد کہ ”یورپ سے اقتصادی مراعات کے حصول کیلئے ملک میں قرآنی سزا (سزائے موت) کو عارضی طور پر معطل کردیا ہے“۔ اپنے ردِّعمل میں عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ حکومت کا یہ فیصلہ قرآنی وآئینی قوانین کی صرف خلاف ورزی نہیں بلکہ فکری ارتداد کا راستہ ہموار کرنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور یورپ کو خوش کرنے والے اللہ کو ناراض کررہے ہیں، انہوں نے کہا کہ سنگین جرائم پہلے ہی کم نہیں، سزائے موت کو معطل کرنے سے جرائم ہولناک حد تک بڑھ جائیں گے اور یہ جرائم پیشہ افراد اور گروہوں کی عملی حوصلہ افزائی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ حیرت ہے کہ جب 2008ء میں اس وقت کے صدرمملکت آصف علی زرداری نے غیر رسمی طور پر سزائے موت پر پابندی لگائی تھی تو ن لیگ نے سخت مخالفت کی تھی، لیکن آج ن لیگ کی حکومت سزائے موت کو معطل کرنے کے حق میں بیانات دے کر اللہ کے غضب کو دعوت دے رہی ہے۔

حافظ محمد سعید حفظہ اللہ سے اظہار تعزیت

لاہور (۱۵رنومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار اور قاری محمد قاسم نے جماعۃ الدعوہ کے امیر حافظ محمد سعید کی اہلیہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحومہ کے بلندی درجات کی دعا کی ہے، علاوہ ازیں نائب امیر مرکزیہ سید محمد کفیل بخاری، مرکزی ناظم نشر واشاعت میاں محمد اویس اور قاری محمد قاسم نے لاہور میں حافظ محمد سعید سے ملاقات کرکے تعزیت کا اظہار کیا۔

چیچہ وطنی (۹رنومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے ”اقبال اور قادیانیت“ کے موضوع پر ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ ودفاع کیلئے اقبال نے نظم اور نثر میں جو کچھ لکھا نوجوان نسل کو چاہئے کہ اس کو مشعل راہ بنائے انہوں نے کہا کہ ہندوستان کی سرزمین پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا سب سے پہلا مطالبہ علامہ اقبال ؒ نے ہی کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اقبال فہمی کیلئے ضروری ہے کہ اقبال کی شاعری کے ساتھ ساتھ اقبال کی نثر پر بھی توجہ دی جائے اور ”تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ“ کا گہرا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ اقبال کو پوری طرح سمجھا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت کے حوالے سے مشہور مصنف بشیر احمد مرحوم (سابق بیوروکریٹ) کی کتاب اقبال اور قادیانیت پڑھنے اور پرموٹ کرنے کے قابل ہے۔

چناب نگر (۶؍نومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان، تحریک تحفظ ختم نبوت، تحریک مدحِ صحابہ اور مجلس خدام صحابہ پاکستان نے سرگودھا کے نواحی قصبہ فروکہ میں یوم عاشور کے موقع پر منظور شدہ روٹ سے ہٹ کر جلوس نکالنے کی وجہ سے اہلسنت والجماعت کے دو کارکنوں رانا عبدالرحمٰن اور رانا محمد ارشد کی شہادت کے واقع کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے ذمہ داران کیخلاف قانون کے مطابق کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ نے کہا ہے کہ یوم عاشور کے موقع پر شیعہ کمیونٹی کے جلوسوں کو مکمل سیکورٹی فراہم کی جاتی ہے جبکہ جلوس والے شرکاء خود بھی اسلحہ سے مسلح ہوتے ہیں جلوس کے راستوں میں اہلسنت کی مساجد و مدارس کی سیکورٹی بالکل نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ سارا فساد عبادت کو عبادت گاہوں سے باہر آ کر کرنے سے ہو رہا ہے اور حضرات صحابہ کرامؓ پر تنقید اور مقررہ راستوں سے ہٹ کر جلوس نکالنے سے ہولناک کشیدگی جنم لے رہی ہے اگر اس کا مناسب تدارک نہ کیا گیا تو اس کشیدگی میں خطرناک اضافہ ہوگا ان رہنماؤں نے یہ بھی کہا کہ سرکاری مشینری اپنی غیر جانبداری یقینی بنانے میں بری طرح ناکام نظر آتی ہے، انہوں نے مطالبہ کیا کہ سرگودھا کی انتظامیہ سانحۂ فروکہ اور چک نمبر 73 جنوبی (سرگودھا) میں اہلسنت کے محلّہ پر حملہ آور ہونے والے بلوائیوں کو گرفتار کر کے قانون کے کٹہرے میں لائے، انہوں نے بتایا کہ ایک رپورٹ کے مطابق پنجاب میں محرم کے جلوسوں کے شرکاء نے کندیاں شریف، احمد نگر چٹھہ، علی پور چٹھہ، شیخوپورہ، ضلع راجن پور کے قصبہ راجن پور اور چنیوٹ سمیت متعدد مقامات پر امن کمیٹیوں کے فارمولے اور معاہدے اور قانون کی خلاف ورزیاں کی گئی ہیں، کئی مقامات پر باقائدہ مقدمات بھی درج ہوئے ہیں، انہوں نے کہا کہ حکومت کو تمام مسالک کی مشاورت سے از سر نو اصول و ضوابط مرتب کرنے چاہیں جن کے مطابق تمام مسالک کی عبادتیں اور رسومات کی ادائیگی صرف اور صرف عبادت خانوں تک محدود ہو جائے جیسا کہ ایران اور دیگر ممالک میں ایسا ہی ہے۔

چیچہ وطنی (۱۴؍نومبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم اور سید عطاء المنان بخاری نے مدرسہ عزیز العلوم غفور ٹاؤن چیچہ وطنی میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ وطن عزیز کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدیں دشمن کے نرغے میں ہیں اِن کے تحفظ و سلامتی کے لیے اصل دشمن یعنی استعمار کو بے نقاب کرنا وقت کی ضرورت ہے۔ سید محمد کفیل بخاری نے اپنے خطاب میں کہا کہ اسلام اپنے نظریاتی تشخص و برتری کو قائم رکھے ہوئے ہے اور پوری دنیا میں طاغوت کے خلاف ایک بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ ہماری تمام پریشانیاں قرآن و سنت پر عمل پیرا نہ ہونے کی وجہ سے ہیں، ہم نے حرام وحلال کا فرق ختم کر دیا ہے اور سود کو سرکاری و نجی سطح پر جاری رکھا ہوا ہے، انہوں نے کہا کہ اللہ کی فرمانبرداری اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہی دنیا و آخرت کی کامیابیاں پنہاں ہے۔

چیچہ وطنی (14۔نومبر) حکومت مختلف طبی اداروں اور اطبا کرام کے مطبوں پر سراسر غیر قانونی چھاپے مار کر اطبا کو ہراساں کرنے سے باز رہے، اس کی وجہ سے ملک بھر کی طبیب برادری میں شدید بے چینی اور اضطراب پھیل رہا ہے ان خیالات کا اظہار معروف معالج حکیم محمد قاسم نے کیا، انہوں نے کہا کہ ملک میں پہلے ہی افراتفری کا سماں ہے حکومت نفرتوں کو عام نہ کرے لاہور، فیصل آباد، اوکاڑہ میں مختلف طبی اداروں پر چھاپے مارے جانے سے صورت حال مزید بگڑ سکتی ہے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر متعلقہ اداروں اور شخصیات کو اطبا برادری اور دواساز اداروں کی مشاورت سے ایسا لائحہ عمل طے کرے جس سے فن طب اسلامی کو کوئی زک نہ پہنچے۔ حکومت بھی ایسے اقدام سے فوری طور پر رک جائے۔ جس سے حکما برادری اشتعال میں آجائے اور حکومت کے لیے مشکلات کا باعث بن جائے۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● **حضرت میاں سراج احمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال:** خانقاہ قادریہ راشدیہ دین پور کے روشن چراغ حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری ۳؍صفر ۱۴۳۶ھ/۲۶؍نومبر ۲۰۱۴ء بروز بدھ تقریباً سو سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری کے پوتے، حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری کے فرزند اور خانقاہ دین پور کے تیسرے مسند نشین تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں اپنے فرزند مولانا میاں مسعود احمد کو خانقاہ دین پور کی جماعت کی امامت سونپی تھی۔ میاں سراج احمد صاحب فکری و سیاسی طور پر امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے متاثر تھے۔ حضرت سندھی کا روحانی تعلق اسی خانقاہ سے تھا اور وہ حضرت خلیفہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے۔ خانقاہ دین پور کے اکابر نے ہمیشہ علماء حق کی تحریکوں کی پشتیبانی اور سرپرستی کی۔ تحریک ریشمی رومال کا مرکز رہی، حضرت سندھی نے روپوشی کے دوران کچھ وقت اسی خانقاہ میں گزارا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ دین پور حضرت خلیفہ غلام محمد کی دعوت پر تشریف لے جاتے اور سالانہ اجتماع میں خطاب بھی فرماتے۔ اسی طرح ابنائے امیر شریعت بھی حضرت مولانا عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دعاؤں سے مستفید ہوتے۔ حضرت میاں سراج احمد دین پوری نے بھرپور زندگی گزاری۔ انھوں نے اپنے عظیم والد حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری سے خوب استفادہ کیا۔ دینی و سیاسی تحریکوں خصوصاً تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت، قومی اتحاد کی تحریک ایم آر ڈی اور تحریک تحفظِ ناموس رسالت میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ وہ جمعیت علماء اسلام کے امیر بھی رہے۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۳ء تک انتخابات میں حصہ لیتے رہے۔ ۱۹۸۳ء میں ایم آر ڈی کی تحریک کے دوران جمعیت سے استعفیٰ دے کر پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے۔ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اُن کا بہت احترام کرتی تھیں اور انھوں نے خانقاہ دین پور میں آپ کے ہاں حاضری بھی دی تھی۔ ۱۹۸۹ء میں وفاقی مشیر مذہبی امور اور پھر مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے۔ اُن کے دور میں رویت ہلال کا کوئی اختلاف نہیں ہوا تھا۔ وہ انتہائی بے تکلف اور کھرے انسان تھے۔ لگی لپٹی بغیر دل کی بات برملا کہہ دیتے تھے۔ اُن کی سیاسی سرگرمیوں اور وابستگیوں سے اختلاف کے باوجود خانقاہی حلقوں میں اُن کا بہت احترام تھا۔ انھوں نے آخر وقت تک خانقاہی معمولات کو جاری رکھا۔ بہر حال وہ ایک بڑی نسبت کے حامل تھے۔ مجلس احرارِ اسلام کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ نے حضرت میاں سراج احمد دین پوری کے انتقال پر حضرت میاں مسعود احمد دین پوری، خاندان کے تمام لواحقین اور خانقاہ کے تمام متوسلین سے اظہارِ تعزیت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے حسنات قبول فرمائے اور اعلیٰ علّیین میں جگہ عطا فرمائے، نیز تمام لواحقین و پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

● **ابو معاویہ محمد بشیر چغتائی رحمۃ اللہ علیہ:** مجلس احرارِ اسلام ملتان کے قدیم مخلص اور ایثار پیشہ کارکن جناب ابو معاویہ محمد بشیر چغتائی ۳؍صفر ۱۴۳۶ھ/۲۶؍نومبر ۲۰۱۴ء بروز بدھ تہجد کے وقت انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ۱۹۷۲ء میں جانشینِ امیر

شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا درس قرآن سن کر اُن کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے اور پھر مجلس احرارِ اسلام سے وابستہ ہوگئے۔ وہ رسوم و رواج میں جکڑے ہوئے ملتان کے ایک متوسط خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت ابوذر بخاری کے دروس قرآن سن سن کر پہلے اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے اپنے دل کو منور کیا۔ پھر اپنے والد، بھائیوں، خاندان کے دیگر افراد اور دوست احباب کو دعوت و تبلیغ کے ذریعے جادۂ حق پر گامزن کیا۔ مرحوم انتہائی خوش طبع، پُر جوش اور ایثار پیشہ کارکن تھے۔ دوستوں کے سچے دوست اور دوستی نبھانے والے انسان تھے۔ انھوں نے اپنے دوستوں اور عزیزوں میں دینی رنگ پیدا کرنے کے لیے بڑی مخلصانہ اور مسلسل جدوجہد کی اور اس میں کامیاب و کامران ہوئے۔ انھوں نے جماعتِ احرار کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ اپنے بچوں کے نام معاویہ اور علی حسن رکھ کر صحابہ سے محبت کا عملی ثبوت دیا۔ ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت ہی قریبی اور محبت کا تعلق تھا۔ اور اس تعلق میں بے تکلفی غالب تھی۔ یہی تعلق حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ سے بھی قائم رکھا۔ خاندانِ امیر شریعت کے ہر فرد سے محبت کرتے اور بہت احترام کرتے۔ مجلس احرارِ اسلام کے تمام اجتماعات میں پورے ذوق و شوق اور جذبے سے شرکت کرتے اور سب سے نمایاں نظر آتے۔ خصوصاً ختمِ نبوّت کانفرنس چناب نگر اور مجلس ذکرِ حسین ملتان کے اجتماعات میں تمام کارکنوں کی توجہ کا مرکز ہوتے۔ پر جوش نعرے لگاتے اور خدمت میں آگے آگے ہوتے۔ وہ مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان کے سفیر بھی رہے اور کئی سال تک یہ خدمت پوری دیانت داری سے انجام دیتے رہے۔ چند سال قبل صاحبِ فراش ہوئے تو ایک اور کارکن بھائی عبدالحکیم مرحوم کو یہ ذمہ داری سونپی۔ انوں نے تقریباً ایک سو نئے کارکن جماعت کو دیے۔ وہ کارکنوں اور معاونین کے دکھ درد میں بڑے اہتمام کے ساتھ شریک ہوتے اسی وجہ سے ہر دل عزیز تھے۔ ان کے دوستوں کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ جماعت کا ترجمان ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت، دیگر لٹریچر اور رسید بک ہر وقت ان کے تھیلے میں رہتے۔ وہ احرار کے چلتے پھرتے مبلغ تھے۔ اُن کے انتقال سے یقیناً احرار سے وابستہ تمام کارکنان دل گرفتہ اور غم زدہ ہیں کہ ایک مخلص ساتھی ہم سے بچھڑ گیا لیکن وہ اپنے پیچھے صدقۂ جاریہ کے طور پر اپنی اولاد، محمد معاویہ، علی حسن اور بھائی محمد اقبال چغتائی کے علاوہ درجنوں افراد چھوڑ گئے ہیں جن کی اصلاح اور زندگی میں دین کا رنگ بھرنے میں انھوں نے مثالی کردار ادا کیا۔ قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے اُن کی وصیت کے مطابق نمازِ جنازہ پڑھائی۔ مجلس احرار کے کارکنوں، مدرسہ معمورہ کے اساتذہ، مرحوم کے ذاتی دوستوں اور مختلف حلقوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے بڑی تعداد میں نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ اُن کا چہرہ اُن کے سچے عقائد کے نور سے روشن تھا۔ حق تعالیٰ اُن کے حسنات قبول فرمائے، اُن کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انھیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

● جامع مسجد چیچہ وطنی کی انجمن اسلامیہ کے قدیم رکن، دینی مدارس کے مُعاونِ خصوصی اور ڈاکٹر محمد ارشد جاوید سابق رکن تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے والدِ گرامی حاجی مختار احمد ۳؍ نومبر کو انتقال فرما گئے۔

● چیچہ وطنی: شیخ عبدالخالق کی اہلیہ اور شیخ عبدالغنی کی بھاوج ۴ر نومبر کو انتقال فرما گئیں۔

● **مولانا محمد احمد لدھیانوی کو صدمہ:** اہل سنت والجماعت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کے داماد اور چودھری محمد اقبال (61۔ای بی عارف والا) کے فرزند مولانا طارق سلیم ۷ار نومبر کو ایک حادثے میں انتقال کر گئے، جماعت کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کے ہمراہ چیچہ وطنی سے احرار کارکنوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور امیر مرکزیہ اور ساتھیوں کی طرف سے تعزیت کا اظہار کیا۔ امیر مرکزیہ حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری اور سید محمد کفیل بخاری نے فون کر کے مولانا سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کے لیے مغفرت کی دعا کی۔

● شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی کے برادرِ نسبتی اور حافظ عمار خان ناصر کے ماموں حافظ عبدالحمید (راولپنڈی) ۲۵ر نومبر کو انتقال فرما گئے۔

● **جناب عبداللطیف الفت رحمۃ اللہ علیہ:** جناب عبداللطیف الفت ۱۴ر محرم ۱۴۳۶ھ، ۸ر نومبر ۲۰۱۴ء بروز ہفتہ اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔ مدیر نقیب ختم نبوت کے والد ماجد حضرت حافظ سید محمد وکیل شاہ صاحب مدظلہ سے مرحوم کا بہت ہی گہرا اور مخلصانہ تعلق تھا۔ شاہ صاحب نے ۱۹۶۰ء میں میونسپل کالج اوکاڑہ میں لیکچرر کی حیثیت سے ملازمت کا آغاز کیا تو مرحوم الفت صاحب بھی اسی کالج میں لیکچرر تھے۔ علمی وادبی ذوق بہت اعلیٰ تھا۔ فارسی، اردو کے سینکڑوں اشعار انہیں از بر تھے۔ عربی زبان سے بھی خاصی مناسبت تھی۔ انگریزی ادب کے شناور تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو کی وزارت عظمیٰ کے دور میں ان کے انگریزی کے سپیچ رائٹر بھی تھے۔ بھٹو نے خود ان کا انتخاب کیا تھا۔ سعودی عرب میں پاکستانی سفارت خانے میں بھی خدمات انجام دیتے رہے۔ نقیب ختم نبوت میں ان کے مضامین چھپتے رہے۔ کئی نادر اور نایاب تحریریں انہوں نے قارئین نقیب کی نذر کیں۔ خطاطی کے دلدادہ تھے۔ ان کا ڈرائنگ روم خطاطی کے اعلیٰ نمونوں سے سجا ہوا تھا۔ ایک وال کلاک وہ یورپ سے لائے تھے اس کی گنتی الٹی تھی اور سوئیاں بھی الٹی چلتی تھیں۔ اس پر یہ مصرع لکھا تھا

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

شورش کاشمیری کے ہفت روزہ ''چٹان'' کا پہلا شمارہ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ کے ''الفرقان'' کا وہ شمارہ جس میں حضرت تھانویؒ کی طرف سے مجلس احرار کے شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت سے تعاون کی اپیل شائع ہوئی انہوں نے راقم سید محمد کفیل بخاری کو عطاء فرمائے۔ والد ماجد حضرت حافظ سید محمد وکیل شاہ صاحب مدظلہ، خال مکرم حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اور حضرت مولانا محمد یسین دامت برکاتہم نے مرحوم کے بیٹے سے فون پر تعزیت کی اور مغفرت کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

● گجرات میں ہمارے نہایت کرم فرما اور مخلص معاون جناب صوبے دار چودھری اللہ رکھا کے برادرِ نسبتی چودھری عبدالرحمٰن بریڈفورڈ میں انتقال کر گئے۔

● چناب نگر: مدرسۂ ختم نبوت جامع مسجد احرار چناب نگر کے مدرس مولانا محمود الحسن کی خوشدامن ۱۹ر نومبر کو اٹھارہ ہزاری

کے قصبہ عالمان لوہاراں والا میں انتقال کر گئیں۔

● روزنامہ ’’نوائے وقت‘‘ اور ہفت روزہ ’’ندائے ملت‘‘ لاہور کے سنیئر صحافی اور ہمارے بہت ہی مہربان ہم فکر بزرگ دوست جناب اسرار بخاری کی اہلیہ 25۔ اکتوبر کو انتقال فرما گئیں، عبداللطیف خالد چیمہ نے مرحومہ کے انتقال پر تعزیت و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے۔

● تحریک طلباء اسلام لاہور کے کارکن مدثر حسین کے والد ماجد ۲۵ نومبر کو انتقال کر گئے۔

● مجلس احرار اسلام جتوئی شہر کے امیر مولانا حافظ عبدالمالک احرار ۵ نومبر ۲۰۱۴ء کو انتقال کر گئے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومین کے لیے ایصال ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں (ادارہ)

دعائے صحت

احرار ختمِ نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد کا گلاسگو میں بائی پاس آپریشن ہوا ہے اور قدرے بہتر ہیں۔

احباب ان کی مکمل صحت یابی کی دعا فرمائیں۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

25 دسمبر 2014ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

قارئین متوجہ ہوں!

سالانہ چندہ ختم ہونے اور مدتِ خریداری کی اطلاع قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتے کے اوپر درج کر دی گئی ہے۔ جن قارئین کا زرتعاون نومبر ۲۰۱۴ء میں ختم ہو چکا ہے انھیں دسمبر ۲۰۱۴ء کا شمارہ ارسال کیا جا رہا ہے۔ براہِ کرم سالانہ زرِتعاون -/200 روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرا لیں۔ یہ رقم بذریعہ منی آرڈر -/200 روپے یا درج ذیل موبائل نمبر **0300-6326621** پر -/270 روپے ایزی لوڈ کے ذریعے بھی بھیجی جا سکتی ہے۔ (سرکولیشن منیجر)

’’نقیب ختم نبوت‘‘ کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: **0300-7345095**

اشاریہ ’’نقیبِ ختم نبوت‘‘ (2014ء)

مرتب: محمد یوسف شادؔ

دل کی بات (اداریہ) :

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
عبدالقادر مُلّا شہید اور دنیا کے مظلوم مسلمان	مدیر	جنوری	2
امن و امان، طالبان مذاکرات اور تحفظِ پاکستان آرڈی نینس	〃	فروری	2
عالمی طاغوت کے خونی کھیل کا اگلا شکار، پاکستان	〃	مارچ	2
دینی مدارس کا تحفظ اور پیغامِ امن	〃	اپریل	2
پاکستان کا امن و استحکام صرف ’’نفاذِ اسلام‘‘	〃	مئی	2
احرار، تحفظِ ختم نبوت اور آپ کا تعاون	〃	جون	2
تحفظِ ختم نبوت کی پُر نور فضائیں	〃	جولائی	2
’’اُمّت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے‘‘	صبیح ہمدانی	اگست	2
جمہوریت، جبر اور تہذیب	صبیح ہمدانی	ستمبر	2
’’اکھاڑا بن گیا ہے تخریب و سازش کا یہ ملک آخر‘‘	مدیر	اکتوبر	2
مولانا فضل الرحمٰن پر قاتلانہ حملہ دینی و سیاسی قوتوں کے لیے لمحۂ فکریہ	مدیر	نومبر	2
مجلس احرارِ اسلام کے پچاسی سال	مدیر	دسمبر	2

شذرات:

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کی شہادت!...... 36 سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر	عبداللطیف خالد چیمہ	جنوری	4
ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی شاندار کامیابی، قادیانی جج کا تقرر......، ممتاز محقق و مصنف بشیر احمد کا انتقال	〃	فروری	4
چناب نگر میں تحفظِ ختم نبوت کا کام!	〃	مارچ	4
تحفظِ ختم نبوت کے قانون کے خلاف تازہ عالمی مہم!	〃	اپریل	3
قادیانی لابنگ اور پنجاب حکومت	〃	مئی	4
میڈیا یا اداکاری، سیرت معاویہ کے پروگراموں کی پذیرائی، قادیانیوں کا قبول اسلام	〃	جون	4
آپریشن وزیرستان	〃	جولائی	4
7ر ستمبر...... یومِ تحفظ ختم نبوت (یومِ قرار دادِ اقلیت)	〃	اگست	4
سانحہ گوجرانوالہ......پس منظر پیش منظر	〃	ستمبر	4
قادیانی لابنگ اور ہماری سیاسی جماعتیں!	〃	اکتوبر	4
آسیہ مسیح کی سزا کی توثیق	〃	نومبر	3

غیر سودی بنکاری کے لیے مہم، 37ویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر	//	دسمبر	4

افکار:

عبادت خانے کس لیے؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	جنوری	7
اسلامیت اور پاکستانیت سے نجات کا طاغوتی ایجنڈہ	ابوطلحہ عثمان	//	8
غلط طریقے سے جنگ کون لڑ رہا ہے؟	ابوطلحہ عثمان ایم اے	فروری	7
مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور تقسیم ہند کی پرانی بحث!	مولانا مجاہد الحسینی	//	9
سود کے متعلق قائداعظم کے فرمان پر کب عمل ہوگا؟	مولانا زاہد الراشدی	مارچ	7
''بت ہم کو کافر، اللہ کی مرضی ہے''	منصور اصغر راجہ	//	10
امریکہ نے قانون توہین رسالت کے خلاف 12 این جی اوز کو ٹاسک دے دیا	سیف اللہ خالد	اپریل	5
دہشت گردی کے خلاف جنگ ہماری اور اسلحہ ان کا؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	7
قادیانیوں کے جدید ارتدادی ہتھکنڈے اور پاکستان کا گھیراؤ	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	مئی	5
مدارس سے متعلق قومی اسمبلی کی قرارداد	مولانا زبیر احمد صدیقی	//	7
سنگین وفاداری	عبداللہ طارق سہیل	//	11
''مَیں، مَیں''	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	13
قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے کے لیے امریکہ کھل کر میدان میں آ گیا	سیف اللہ خالد	جون	6
قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے کے لیے برطانیہ میں آن لائن مہم ناکام	احمد نجیب زادے	//	8
دار بنی ہاشم ملتان تک	محمد فاروق قریشی	//	10
علم کی خوشبو بانٹنے والے	محمد احمد حافظ	//	13
سانحۂ گوجرانوالہ کے اصل محرکات	مولانا زاہد الراشدی	اگست	5
آپریشن کہانی	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	8
ارمغانِ ابوذرؓ	ادارہ	ستمبر	6
طارق فتح سے منیر رپورٹ تک	سیف اللہ خالد	//	7
مفتی امان اللہ اور دیگر علماء کا قتل	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	اکتوبر	6
اکاڑہ میں عوام نے قادیانیوں سے سرکاری اسکول کا قبضہ چھڑا لیا۔	سیف اللہ خالد	//	8
ہماری اخلاقی پستی، مظلومیت اور ذلت کا اصل سبب	یحییٰ نعمانی	//	10
متحدہ سنی محاذ کا احیاء!	عبداللطیف خالد چیمہ	نومبر	4
مودی نے گجرات کے مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کو استعمال کرنے کا منصوبہ بنا لیا	سیف اللہ خالد	دسمبر	8

دین و دانش:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیّبہ کی ایک جھلک	مفکر احرار چودھری افضل حقؒ	جنوری	11

انتخاب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	//	15
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی صلح	مولانا محمد نافع مدظلہٗ	//	19
اُموی دورِ حکومت کا تاریخی تجزیہ	مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ	//	24
سلف صالحین کا اخلاص اور صدق	مولوی احمد اللہ شاہ	//	25
موجودہ دور میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ کس طرح ممکن ہے؟	محمد سمیع اللہ	فروری	12
سیدنا علی......زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ، شہر بانو اور یزدگرد	امام اہل سنت سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	//	13
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شانِ دیانت	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	19
خاندانِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بنو ہاشم کی رشتہ داریاں	مولانا حکیم محمود احمد ظفر	//	21
خیرالقرون کے دو استثنا	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	27
خاندان سیدنا مروان رضی اللہ عنہ سے بنو ہاشم کی رشتہ داریاں	مولانا حکیم محمود احمد ظفر	اپریل	9
امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ قبول اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سعادت	امام اہل سنت سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	مئی	15
خلیفۂ راشد امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ شخصیت، سیرت وکردار	محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ	//	19
ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ وبنات اربعہ رضی اللہ عنہن (درخطبہ جمعہ)	محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ	جون	17
شجرۂ طیبہ قرابت محبوبانِ محبوبِ الٰہی علیہ السلام	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	20
اسلام اور عورت......موجودہ بدنظمی اور اصلاحِ معاشرہ کا ایک بہترین حل	مولانا عبداللطیف مسعود رحمہ اللہ	//	25
سورۂ فتح، صلح حدیبیہ اور خونِ مسلم	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	جولائی	6
پہلی فتح	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	7
اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا	مولانا محمد عزیز الرحمٰن خورشید	//	15
روزوں کے اہم ترین مسائل	مأخوذ	//	17
عیدالفطر......صدقۃ الفطر (فضائل، احکام، مسائل)۔ مرتب: سید محمد کفیل بخاری	افادات: جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ	//	21
نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ	مولانا اعجاز صمدانی	//	24
قربانی......حکمت اور مسائل واحکام	ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ	ستمبر	29
صحابہ کرام، خصوصاً سیدنا ابوبکرؓ وعمرؓ سے سیدنا علیؓ اور خانوادہ حسنینؓ سے متواتر رشتہ داریاں	مولانا نورالحسن کاندھلوی	//	23
امام مظلوم شہیدِ مدینہ خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین سیدنا عثمان سلام اللہ ورضوانہٗ علیہ	سید عطاء المنان بخاری	اکتوبر	22
آگ، قاتل عثمانؓ کا عبرتناک انجام	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	27
صحابہ کرام، خصوصاً ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا علی اور خانوادہ حسنینؓ کی متواتر رشتہ داریاں	مولانا نورالحسن کاندھلوی	اکتوبر	29
امیر المؤمنین، امام المتقین، فاتح روم وایران سیدنا عمر ابن الخطاب سلام اللہ ورضوانہٗ علیہ	سید عطاء المنان بخاری	نومبر	7
عاشورہ محرم (سنی نقطۂ نظر)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	//	13
رقابتیں نہیں۔ قرابتیں ہی قرابتیں	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	22

صحابہ کرام، خصوصاً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا علی اور خانوادہ حسنینؓ کی متواتر رشتہ داریاں	مولانا نورالحسن کاندھلوی	〃	31
سیدنا الحکم القرشی الأموی رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	دسمبر	10

ادبیات:

حُسنِ مطلق لامثال لہٗ	پروفیسر محمد رفیق اذفرؔ	جنوری	29
حق	ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی	〃	〃
مرا اُن کے بعد کوئی نہیں (نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم)	سلیم کوثر	〃	30
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد اکرام تائب	〃	30
منقبت، خلیفۂ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	〃	31
چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پُر ملال پر	اکبر لاہوری	〃	32
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد رفیق اذفرؔ	فروری	34
منقبت امیر المؤمنین، خلیفہ راشد سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	〃	35
منقبت سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ	محمد یوسف طاہر قریشی	〃	36
خلیفہ راشد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	مارچ	33
شکستِ خواب	کرم حیدری	〃	34
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد اکرام تائب	اپریل	30
امیر المؤمنین خلیفہ راشد رابع سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	〃	31
منقبت در مدحِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	محمد سلمان قریشی	〃	32
نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم	محمد یوسف طاہر قریشی	مئی	26
افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر۔ شعر امام اہل سنت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری	ترجمہ: سید صبیح الحسن ہمدانی	〃	27
منقبت در مدحِ خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	محمد سلمان قریشی	〃	30
منقبت خلیفۂ راشد، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	محمد یوسف طاہر قریشی	〃	31
”امیرِ ما! ایں سر، در رہِ خدا حاضر است“	انجینئر احسن عزیز شہیدؒ	〃	32
مسلمان کی دُعا	حافظ محمد زبیر خلجی	جون	28
نعت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم	محمد سلمان قریشی	〃	29
نعت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	محمد یوسف طاہر قریشی	〃	30
منقبت خلیفۂ راشد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	〃	31
امیر المؤمنین خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	〃	32
حمدِ باری تعالیٰ	محمد سلمان قریشی	جولائی	26
نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد اکرام تائب	〃	27

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	محمد یوسف طاہر قریشی	//	27
فکرِ آخرت	حافظ محمد زبیر خلجی	//	28
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	28
نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	سلمان قریشی	اگست	10
گل چیں نے گلشن بیچ دیا	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	11
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	12
اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	پروفیسر خالد شبیر احمد	ستمبر	11
سلام شہدائے ختمِ نبوت	مولانا مجاہد الحسینی	//	12
امیر شریعت خطیب الامت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	عارف رضا	//	13
ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ	جعفر بلوچ	//	14
مفاہیم تعلیماتِ حدیث	محمد رمضان سہیل	اکتوبر	19
شہیدِ مدینہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ	سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	//	20
منقبت در مدح سیدہ زینب بنت علیؓ سلام اللہ علیہا	سلمان قریشی	//	21
تقریر میں مقامی زبان کی اہمیت	خالد ہمایوں	نومبر	34
ذوالکفل بخاریؒ کی نظم ’’کتبہ‘‘............ایک نوحۂ ناتمام	محمد الیاس کبیر	//	37
نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	محمد سلمان قریشی	//	41
نعت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	یوسف طاہر قریشی	//	42
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	سرور بجنوری	//	43
مشعلِ راہِ وفا، فاروق اعظمؓ آپ ہیں	خالد شفیق	//	43
منقبت حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	یوسف طاہر قریشی	//	44
نعتِ خاتم النبیین ﷺ	محمد سلمان قریشی	دسمبر	21
نوحہ بر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ	عطاء اللہ خان عطا	//	22
غزل	حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	//	23
امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	24

نقد نظر:

قصہ شہر بانو (سلامہ یا سلافہ)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	فروری	20

مطالعۂ قادیانیت:

خوشاب میں حساس تنصیبات سے ملحق ۹۰۰ کنال اراضی قادیانیوں نے کوڑیوں کے مول خرید لی	سیف اللہ خالد	جنوری	39
پنجاب کے ۱۰ سرکاری تعلیمی ادارے قادیانی جماعت کو دینے کا فیصلہ	سیف اللہ خالد	//	42

ایک قادیانی شبہ کا جواب	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	فروری	43
مرزائی پاکٹ بک اوراس کا جل وفریب	حافظ عبیداللہ	مارچ	45
''ضربِ کلیم'' اوراحمدیت......انتخاب وضمیمہ شکیل عثمانی......پہلی قسط	پروفیسر سلیم چشتی مرحوم	اپریل	42
ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم اور قادیانی تحریفات وتلبیسات قسط ۱	حافظ عبیداللہ	مئی	43
''ضربِ کلیم'' اوراحمدیت......انتخاب وضمیمہ شکیل عثمانی......دوسری وآخری قسط	پروفیسر سلیم چشتی مرحوم	//	47
ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم اور قادیانی تحریفات وتلبیسات قسط ۲	حافظ عبیداللہ	جون	46
ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم اور قادیانی تحریفات وتلبیسات قسط ۳	حافظ عبیداللہ	جولائی	30
قادیانیوں کی نئی سیاسی پناہ گاہیں	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	اگست	42
ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم اور قادیانی تحریفات وتلبیسات آخری قسط	حافظ عبیداللہ	//	45
مرزا قادیانی کے رنگ برنگے شیطانی الہامات	مولانا عبداللطیف مسعود	ستمبر	54
مرزا قادیانی کے دعوے اوران کا انجام ونتیجہ	مولانا عبداللطیف مسعود	نومبر	52
کھلے خطوط:			
عبدالرحمٰن سندھو (سابق قادیانی) بنام مسرور احمد صاحب خلیفہ خامس جماعت احمدیہ	عبدالرحمٰن سندھو	اگست	53
محمد بلال (سابق قادیانی) بنام مسرور احمد صاحب خلیفہ خامس جماعت احمدیہ	محمد بلال	//	56
ظلمت سے نور تک:			
آزاد کشمیر میں دس قادیانی خاندانوں کا قبولِ اسلام	ڈاکٹر ابرار احمد مغل	جولائی	48
ملتان میں عبدالرحمٰن سندھو اور محمد بلال کا قادیانیت سے تائب ہوکر قبولِ اسلام	ادارہ	//	50
انٹرویو:			
محاسبۂ قادیانیت کے محاذ کے مخلص اوراحراری مجاہد جواں عزم محمد عامر بٹ سے گفتگو	پینل: حکیم محمد قاسم، قاضی عبدالقدیر	جون	43
سابق قادیانی مربی محمد نذیر کی کہانی............ان کی اپنی زبانی (پہلی قسط)	منصور اصغر راجہ	نومبر	54
سابق قادیانی مربی محمد نذیر کی کہانی............ان کی اپنی زبانی (آخری قسط)	منصور اصغر راجہ	دسمبر	32
آپ بیتی:			
ورق ورق زندگی (قسط ۳۱)	پروفیسر خالد شبیر احمد	جنوری	33
ورق ورق زندگی (قسط ۳۲)	//	فروری	37
ورق ورق زندگی (قسط ۳۳)	//	مارچ	35
ورق ورق زندگی (قسط ۳۴)	//	اپریل	33
ورق ورق زندگی (قسط ۳۵)	//	مئی	37

ورق ورق زندگی (قسط ۳۶)	//	جون	36
ورق ورق زندگی (قسط ۳۷)	//	جولائی	38
ورق ورق زندگی (قسط ۳۸)	//	اگست	34
ورق ورق زندگی (قسط ۳۹)	//	ستمبر	48
ورق ورق زندگی (قسط ۴۰)	//	اکتوبر	38
ورق ورق زندگی (قسط ۴۱)	//	نومبر	45
ورق ورق زندگی (قسط ۴۲)	//	دسمبر	25

خطاب:

اسلام کی اجنبیت اور دینی مدارس'' دینی مدارس اور علماء پر فرنگی سامراج کے ظلم وستم کی داستان''	امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	اپریل	14

بیادِ مجلس امیر شریعتؒ:

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک سبق آموز یاد	مولانا مجاہد الحسینی مدظلہٗ	اپریل	14

گوشہ امیر شریعتؒ:

میں اور شاہ جی......(ترتیب وتدوین: حافظ اخلاق احمد)	شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہ	اگست	13
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں	مولانا عزیز الرحمٰن خورشید	//	21
مجھے سب ہے یاد ذرا' ذرا......	محمد یعقوب خان خواجکزائی	//	24
امرتسر میں خلیفۂ قادیان کی آمد......امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ثناء اللہ امرتسری کا تعاقب	سید محمد کفیل بخاری	ستمبر	28
کیمبرج یونیورسٹی ہال میں معرکۂ ختم نبوت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ نے تلاوت قرآن سے قادیانیوں کا جلسہ ناکام کردیا	//	//	32
مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر علماء اور عوام کی بیعت ایک تاریخی جلسے کی خبر	//	//	40

یادِ رفتگان:

حافظ عبدالرحیم نیاز چوھان رحمۃ اللہ علیہ	ابومعاویہ رحمانی چوھان	اگست	27

حسنِ انتخاب:

افادات امام اہل سنت، جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ	سید محمد کفیل بخاری	اکتوبر	34

شخصیت:

مدبّرِ احرار ماسٹر تاج الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ	شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ	مئی	34
صدرِ احرار شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ (یکم جون ۱۸۹۷ء......۲۱ جون ۱۹۶۷ء	//	جون	33
رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	//	ستمبر	42

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

جنوری: نام کتاب: امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد　تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی۔ ص ۴۵
نام کتاب: شرعی پردہ کرنے والی باہمت خواتین　مرتب: محمد احمد حافظ۔ ص ۴۶

فروری: نام کتاب: شرح صحیح مسلم شریف (دو جلد)　تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی۔ ص ۴۹
نام کتاب: افکارِ علوی، مقرر: مولانا سعید الرحمٰن علوی، مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن علوی۔ ص ۵۰
// نام کتاب: گلِ صد پارہ　مرتب: مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی۔ ص ۵۰
ماہنامہ ''آبِ حیات'' اشاعت خاص سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص ۵۰
// نام کتاب: میری امی جان حفصہؒ (منظوم) مصنف: انجم نیازی۔ ص ۵۱
نام کتاب: امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ　مرتب: مولانا سعید الحق جدون۔ ص ۵۲

مارچ: نام کتاب: فرقہ واریت اور انتہا پسندی کے رجحانات　مصنف: پروفیسر عبدالخالق سہریانی بلوچ۔ ص ۵۴
نام کتاب: علماء اہل حدیث کا ذوقِ تصوف　حکیم طارق محمود چغتائی۔ ص ۵۶

مئی: ماہنامہ ''المدینہ'' (کراچی) عظمتِ والدین نمبر/ اسوۂ حسنہ اور تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں۔ ص ۵۵
نام کتاب: مرزا قادیانی کون تھا؟ کیا تھا؟ ادارہ تالیف اشرفیہ ملتان ص ۵۵
// نام کتاب: واعظ حافظ الحدیث (بیانات: حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ)
مرتب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی۔ ص ۵۵
// نام کتاب: منہاج نبوت اور مرزا قادیانی مؤلف: مولانا مشتاق احمد چنیوٹی۔ ص ۵۷
نام کتاب: توہین رسالت کے مسلسل واقعات اور ہماری ذمہ داری، ترتیب: مفتی محمد عبداللہ۔ ص ۵۷

جون: نام کتاب: خیر التوضیح (شرح مشکوٰۃ شریف)　شارح: مولانا مفتی عبدالرشید۔ ص ۵۵

جولائی: نام کتاب: قرآن حکیم ایک طالب ہدایت کی نظر میں　مصنف: پروفیسر محمد اقبال جاوید۔ ص ۵۱
نام کتاب: بیسویں صدی کے قرآن نمبر (۱۹۳۳ تا ۲۰۰۰) تحقیق وتعارف پروفیسر محمد اقبال جاوید۔ ص ۵۱
// نام کتاب: ماہنامہ ''الحق'' وفیات نمبر (مولانا محمد ابراہیم فانی نمبر)۔ ص ۵۲
نام کتاب: اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں　مرتب: حکیم محمد طارق محمود چغتائی۔ ص ۵۳
// نام کتاب: علماء اہل حدیث کے آزمودہ عملیات　مرتب: حکیم محمد طارق محمود چغتائی۔ ص ۵۳

اکتوبر: نام کتاب: سیکڑوں دلائل　ترتیب: الشیخ محمد بکیر الامین مصری　ترجمہ: خانم حمیرا یاسمین صاحبہ۔ ص ۴۴
نام کتاب: خانقاہی نظام کا تعارف　تالیف: خواجہ ابوالکلام صدیقی۔ ص ۴۴
نام کتاب: صہونیت' قرآن مجید کے آئینے　تالیف: انجینئر مختار حسین فاروقی۔ ص ۴۵
نام کتاب: ''مولانا عطاء اللہ کیمبل پوریؒ، سوانح وخدمات　مؤلف: مفتی ہارون مطیع اللہ۔ ص ۴۵

ترحیم (مسافرانِ آخرت):

جنوری: حضرت مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ ڈاکٹر احمد علی سراج کے جواں سال فرزند عبداللہ
اہل سنت والجماعت پنجاب کے صدر مولانا شمس الرحمٰن معاویہؒ

فروری: مجلس احرار اسلام قصور کے سرپرست مولانا محمد طفیل رشیدی کے برادر اصغر عبدالستار
مجلس احرار اسلام بڑی بستی ارائیں کے صدر ڈاکٹر ریاض احمد کے والد حاجی غلام رسولؒ

مارچ: قاضی فہیم احمد قریشی مرحوم پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی کی بہو اور مولانا حق نواز (سکردو) کی بیٹی
شیخ حسین اختر لدھیانوی کے بھتیجے پروفیسر زاہد حسین اوکاڑہ

اپریل: حضرت مولانا زبیر الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا ولی اللہ رحمۃ اللہ (جامعہ اشرفیہ لاہور)
بنت مرحومہ حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ حاجی محمد صدیق امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مئی: جناب خالد جانباز رحمۃ اللہ علیہ لاہور حافظ عبدالرحیم نیاز رحمۃ اللہ علیہ (بستی مولویاں) رحیم یار خان
ہمشیر مرحومہ میاں محمد اُویس لاہور

جون: مولانا احسان احمد رحمۃ اللہ علیہ مہر بشیر احمد مرحوم رانا محمد افضل مرحوم
محمد حیات سرگانہ (بستی باگڑ سرگانہ ضلع خانیوال) کے والد مرحوم

جولائی: حضرت مولانا قاری سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ ملتان قاری محمد عبداللہ ملتانی رحمہ اللہ ملتان سمیع اللہ مدنی مرحوم ملتان
حاجی محمد اسحٰق مرحوم تلہ گنگ

اگست: حضرت مولانا محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ شیخ الطاف الرحمٰن، شیخ حبیب الرحمٰن کے ماموں حانی نصیر احمد
جلال پور پیروالہ کے عبدالرحمٰن جامی کے جواں سال داما قاری محمد محسن نقشبندی

ستمبر: سید عبدالستار شاہ صاحب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ حافظ نوراحمد انبالوی رحمہ اللہ قاری عبدالرحمٰن رحمہ اللہ
بنتِ مرحومہ شرافت علی صاحب

اکتوبر: جناب عزیز الرحمٰن سنجرانی رحمۃ اللہ علیہ حافظ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ مولانا مسعود بیگ شہید رحمۃ اللہ علیہ
مولانا بلال احمد چوہان رحمۃ اللہ علیہ

نومبر: شیخ محمد انور مرحوم معروف روحانی شخصیت حضرت محمد موسیٰ نقشبندی مجددیؒ کی اہلیہ محترمہ
حافظ نوید ارشد مرحوم

دسمبر: حضرت میاں سراج احمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت والجماعت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کے داماد
ابومعاویہ محمد بشیر چغتائی رحمۃ اللہ علیہ چیچہ وطنی: شیخ عبدالخالق کی اہلیہ اور شیخ عبدالغنی کی بھاوج صاحبہ
مولانا زاہد الراشدی کے برادرِ نسبتی جناب عبداللطیف الفت رحمۃ اللہ علیہ
چودھری اللہ رکھا کے برادرِ نسبتی چودھری عبدالرحمٰن (گجرات)

گلے میں ہو خراش، آئے ورم یا آواز بیٹھ جائے
شربت
ٹُوت سیاہ
سردی آتے اور جاتے وقت گلے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے ایسے میں
گلے میں خراش، ورم آنے یا آواز بیٹھ جانے
کی شکایات عام ہوتی ہیں۔ ہمدرد شربت توت سیاہ کی چند خوراکیں گلے کی
ان شکایات کا فوری خاتمہ کرتی ہیں۔ اب سردی آئے یا جائے۔ آپ
کے گلے کو کیا گلہ۔ کیونکہ آپ کو تو ہے ہمدرد شربت توت سیاہ ملا۔
ہمدرد
بولو کھُل کھُلا کے!

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔''

(مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲) ...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔''

(مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! فیصل آباد میں 9 برانچز آپ کی خدمت کیلئے 24 گھنٹے کھلی ہیں۔